

فلسطين اسپيشل

لؤلؤ القلوب
للزین لیس فی قلب

راشقی بغیری زلفسان خدا است
پردو شاموس وین مصطفی است

فدا و از حق بی مروت کاتر جان

العاقب

صیفی ۱۴۲۰ هـ / شهری ۲۰۰۹

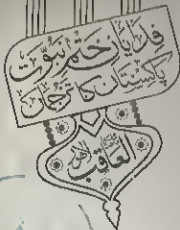
نظارت بر کتاب
مجموعه آثار
مخدوم حسین رضوی

سب اس کا ہکا اور ہی ہے جس کو تو خود بھگتا ہے

۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۲۱ھ یا ۲۲ھ ۶۰۰ء
 ۲۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو زہنی بھروسہ تھی کہ ان میں اللہ
 ۳۔ اب اعتراف کیا تو پھر وہی منظور تھا۔ آپ کا لقب سیف اللہ
 ۴۔ خالد بن ولیدؓ سیف اللہ کو کہتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
 ۵۔ بارہا میں وفات حسرت آیات سے قبل فرما رہے تھے کہ

۱۔ میں اب جناتوں میں حاضر ہوا اور ہر بار اپنی شہادت کا تمہنی
 ۲۔ تیرا بیان جنگ کے کسی گوشے میں نہ ملی اور نہ ہی شہادت
 ۳۔ تم میں ایک باشت جگہ بھی ایسی نہیں جس پر تلواروں
 ۴۔ میں۔ ختم نہ ہوں۔ میری تمام عمر میدانِ جہاد میں بسر ہوئی مگر
 ۵۔ میں بہت نصیب نہیں ہوئی۔ بزدلوں کو کبھی نیند نہ آئے یعنی اگر
 ۶۔ میں اور یہاں سے کوئی مرتا تو خالد کب کا منصب شہادت حاصل
 ۷۔ انساں تو اسی وقت مرتا ہے جب اس کو پیغام اجل آجائے۔

مقام میں اسلام کے عظیم القدر فرزند حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے
 کی نوع۔ حج بھی فرزندِ گمانِ اسلام کو حرات اور بہادری کا یہ درس دیا جا رہا ہے۔



مکمل

مقام میں اسلام کے عظیم القدر فرزند حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

کی نوع۔ حج بھی فرزندِ گمانِ اسلام کو حرات اور بہادری کا یہ درس دیا جا رہا ہے۔

سید

محمد وحید نور

نہایت

ظہیر عباس

حافظ محمد فرحان

قیمت 20 روپے

سالانہ 240 روپے

0321

4370406 سید محمد محمد للعالمین سیدینہ کانونی ملتان روڈ لاہور

عظیم القدر فرزند حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ۲۱ھ یا ۲۲ھ ۶۰۰ء
 ۲۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کو زہنی بھروسہ تھی کہ ان میں اللہ
 ۳۔ اب اعتراف کیا تو پھر وہی منظور تھا۔ آپ کا لقب سیف اللہ
 ۴۔ خالد بن ولیدؓ سیف اللہ کو کہتے تھے۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ
 ۵۔ بارہا میں وفات حسرت آیات سے قبل فرما رہے تھے کہ

۱۔ میں اب جناتوں میں حاضر ہوا اور ہر بار اپنی شہادت کا تمہنی
 ۲۔ تیرا بیان جنگ کے کسی گوشے میں نہ ملی اور نہ ہی شہادت
 ۳۔ تم میں ایک باشت جگہ بھی ایسی نہیں جس پر تلواروں
 ۴۔ میں۔ ختم نہ ہوں۔ میری تمام عمر میدانِ جہاد میں بسر ہوئی مگر
 ۵۔ میں بہت نصیب نہیں ہوئی۔ بزدلوں کو کبھی نیند نہ آئے یعنی اگر
 ۶۔ میں اور یہاں سے کوئی مرتا تو خالد کب کا منصب شہادت حاصل
 ۷۔ انساں تو اسی وقت مرتا ہے جب اس کو پیغام اجل آجائے۔



خالد

2

2

2

2

2



احادیث

صہونی بربریت اور حکمرانوں کی بے بسی

ارض مقدس فلسطین میں 1948ء میں ایک معنوبہ ہندی کے تحت دنیا بھر سے یہودیوں کو اکٹھا کر کے بسایا گیا۔ اس کے لیے پہلے ”ہولوکاسٹ“ کا ڈرامہ رچایا گیا یہودیوں کو مظلوم کہہ کر فلسطینی زمین پر قبضہ کیا گیا۔ ان درآدمندہ یہودیوں کو یورپ ”امریکہ“ افریقہ ”عرب اور ایشیا سے لایا گیا۔ اس وقت اسرائیل کی کل آبادی 72 لاکھ 82 ہزار ہے جن میں سے 76 فیصد یہودی ہیں۔ یہودیوں نے فلسطین کے 22 ہزار 72 مربع کلومیٹر پر ناجائز قبضہ کر کے اپنی ریاست ”اسرائیل“ قائم کی تھی کہ ”فلسطینی شہر“ یا ناہ ”اسرائیل“ کا نام دے کر اسے اپنا دارالحکومت قرار دیا۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اسرائیل کی بد معاشی میں اضافہ ہوتا رہا یہاں تک کہ 1967ء میں عرب اسرائیل جنگ کے بعد امریکی سرپرستی میں اسرائیل خطے کی ناقابل تخیل قوت کے طور پر ابھرا اور تقریباً تمام عرب حکمران اس سے دبا کر رہ گئے۔ ایسے حالات میں جب مسلمان ممالک کے عرب حکمران کا سرکاری پوزیشن میں آگئے تو فلسطینی ہی کے مظلوم مسلمانوں نے جذبہ جہاد کے تحت کھڑے ہو کر کارہوائے کافیکہ کیا۔

اسرائیلی حکام نے فلسطین میں یہ حکمت عملی اپنائی ہے کہ وہ ہر تھوڑے عرصے بعد بھرپور قوت سے

فہرست

- | | | |
|--|---|---|
| 12
اسلام میں حکمرانی
عدل و انصاف کا تصور
علامہ حافظہ خادم حسین رضوی | 8
بہ معزز تھے زمانے میں
مسلمان ہو کر
علامہ محمد عبدالکامیم شرف قادری | 1
احادیث
محمد مصدق نور |
| 25
کیا یہی آزاد دنیا ہے؟
خالد مشعل | 21
لہو ابو فلسطین
محمد شعیب غنی | 19
نعت رسول مقبول
پیر سید مرعلی شاہ گلزوی |
| 37
ایک دیوار گریہ بنائیں کہیں
عرفان صدیقی | 35
طارق کی دعا
علامہ محمد اقبال | 29
انٹرویو
ڈاکٹر محمود الزہار |
| 47
مکتوب گرامی | 44
عالم اسلام کی بے بسی
نعیم اللہ چترالی | 40
تماشا گاہ
اوریا مقبول جان |
| 94
بزم اطفال
مدیر | 63
دارالافتاء | 53
قادیانیوں کی اسرائیل دوستی
عرفان محمد برقی |
| 49
لہو یافیل
فلسطین | 53
قادیانیوں کی اسرائیل دوستی
عرفان محمد برقی | 49
لہو یافیل
فلسطین |

نوٹ: مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اظہار نہیں

فلسطینی رہائشی علاقوں پر مجاہدین کی آڑ میں حملہ کر دیتے ہیں۔ نتیجتاً اس علاقے کے مقامی رہائشیوں اور یہودی مظالم سے تنگ آنکھوں والوں کی کٹائی کی جاتی ہے اور وہ علاقہ اسرائیلیوں کے ہاتھ لگ جاتا ہے۔ اسرائیل کے جتنی جنوں اور فلسطینیوں کی مظلومیت کے سبب کی مظلوم عالمی طاقتوں نے تیار کیا "اس معاہدہ" بھی کرواتے لیکن اسرائیلی ہت دھری کے باعث ہر امن معاہدہ خطے میں پہلے اس کو بھی غارت کر دیتا ہے۔ سال گزشتہ میں بھی دونوں جانب سے اسی طرح کے فائر بندی ایک معاہدہ ہوا تھا جس میں ایک طرف اسرائیل اور دوسری طرف فلسطینی مجاہدین کی تنظیم اور ہر معاہدہ بنامت نہاس تھی۔ اسرائیل نے صرف معاہدے تک ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ 18 ماہ تک فلسطینیوں کو قتل و غارت کیا۔ اس ناکہ بندی میں غزہ کے 14 لاکھ (3 لاکھ مقامی اور 11 لاکھ مہاجر) کو غزہ کے طریقہ سے اذیت میں مبتلا کیا گیا۔ غزہ پٹی کی دو اطراف میں سمندر ہے جس میں ہر وقت اسرائیلی بحری جہاز موجود ہوتے ہیں جبکہ تیسری طرف خود تاجز ریاست اسرائیل اور چوتھی طرف شام یا اردن ہے۔

27 دسمبر بروز ہفتہ 12 بجے کے قریب اسرائیلی کی جانب سے صوم کا ایسا کھیل شروع ہوا ہے جس میں غزہ کا نقشہ بدل دیا۔ 64 اسرائیلی طیارے فضائی غزہ پر بمباری کر رہے تھے اور بحیرہ میں نوس ہزار نہایت لوگوں پر بمباری کیا گیا۔ اسرائیلی درندگی کی انتہا اس قدر عروج پر تھی کہ اسرائیلی بحریہ نے شام کی پہلی با اسرائیلی توپ فائر حرکت میں آگیا اور تقریباً 6500 نیٹک ایل غزہ کو لاسا قتل و غارت میں تڑپا ہے۔ یہ چڑھوڑ ہے۔

اسرائیلی جنگی جہازوں، ٹینکوں، گاڑیوں اور فوجیوں کے سامنے جو کچھ آیا وہ اسے نہایت گنتے گنتے۔ اسرائیل نے اس منہ کا مقصد صوم کو کنٹرول کرنا اور اسے ہتھیاروں سے پاک بنالین جب غزہ کو دیکھا جائے تو تمام بنیادی قیہ تیار ہو چکی ہے۔ اس میں مساجد، مدارس، پابانت ہاؤس، وزارت، الحاد، وغیرہ شامل ہیں۔ اب اعلیٰ کمرے پر پشہ نہیں آتا۔

آبادی۔ اگر ٹارگٹ حواس تھی تو مساجد، سکول، ہسپتال اور عام رہائشی عمارتیں 22 روزہ جارحیت میں یقیناً ترین مرحلہ اس وقت درپیش آیا جب کہ ہر ماہ اور غزہ میں ممنوع ٹاسفورس ہوں گے اور بیخ استعجال کیا۔ عالمی امن۔ استعجال پر پابندی ہے کیونکہ یہ ایسا ہولناک اور تباہ کن مادہ ہے جو جانداروں کے گوشت کو ہڈیوں سمیت جھلکا دیتا ہے اور اس کی زہریلی گیس کا کھائس کو تباہ کر دیتی ہے۔

اسلام اور مذہب کے قیام سے آج تک کتنے بے گناہ فلسطینی اس کے جنگی جنوں کی شکار ہوئے۔ ہزاروں آدمی اسے شکار کرنے سے قاصر ہے۔ اسرائیل کی حالیہ 1948 سے زائد فلسطینی مسلمان شہید اور ان کی گنت زخمی ہونے۔ شہید اور زخمی ہونے کے بعد وہ بچے اور خواتین بھی شامل ہیں۔ بمباری میں تباہ ہونے والے صرف 12 ہزار 2 ارب ڈالر سے زائد رقم صرف ہوگی اور مکمل تعمیر میں شاید 10 سال کا اعلیٰ بجلیت نے فلسطینیوں کو معاشی طور پر 10 سال پیچھے دھکیل دیا ہے۔

اس کے علاوہ ان اسرائیلی کے وزیر اعظم ایبودا ولمرٹ نے فرانس، جرمنی، سپین اور مملکت متحدہ پر پریس کانفرنس میں کہا کہ "غزہ پر حملوں کا مقصد صوم کو کنٹرول کرنا ہے۔ اسرائیل کی پشت پناہ امریکی وزیر خارجہ کا فرمان تھا کہ "غزہ کے فلسطینیوں کو روکا جائے۔ امریکی غزہ پر محمود عباس کی عمل داری چاہتا ہے۔"

آج یہ دنیا کی طاقتوں کو نہاس سے نفرت اور محمود عباس سے محبت کیوں ہے؟ یہاں تو یہ حقیقت عیاں ہوتی ہے کہ نہاس نے اپنے قیام سے اب تک ہر لمحہ اپنا جوا بیا ہے۔ نہاس کی جدوجہد صرف میدان جنگ تک ہی

لیے تیار نہ ہوئے۔ انہوں نے فرمایا چھاؤنی تو سبیں بنے گی اور ہر صورت بنے گی۔

افریقہ کے باشندے اور ان کے ساتھی یہ سمجھنے سے قاصر تھے کہ حضرت عقیلؓ کا اصل یا نکالیں گے؟ ہزاروں افراد اس مشاومت میں شریک تھے اور یہ دیکھنا چاہتے تھے کہ حضرت عقیلؓ اپنے اپنے کو کس طرح عملی جامہ پہناتے ہیں؟ حضرت عقیلؓ نے اپنے لشکر میں موجود انصارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جمع فرمایا اور جنگل کے باسیوں کو خطاب کرتے ہوئے درج ذیل کلمات ارشاد فرمائے جو سننے والے اپنے سینے میں محفوظ کر لیے۔

«يا ايها الحشرات والسباع نحن اصحاب رسول الله ﷺ فارحلوا فاننا نازلون حداد فلقد اكلنا في ارضه ورنده وادركته كثره وكثرة اهلهم رسول الله ﷺ في صحاى ہیں۔ ہم اس جنگ قیام کرتے ہیں لہذا تم یہاں سے کوچ کر جاؤ۔ آج کے بعد جو ہمیں ملے گا ہم اسے قتل کر دیں گے۔

غالب میں کیا جادو تھا کہ تمام جنگل میں اچھل پھل گئی؟ کیا شیر، کیا بھیلے، کیا چیتے اور کیا بکریاں، وہ اپنے بچوں کو لے کر دائرہ بن گئے۔ یہ ایسا حیرت انگیز منظر تھا جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھنے والے اس طرح کو حیرت تھے جیسے ان پر سستہ طاری ہو گیا ہو۔ کسی کو ہراسہ نہ آئے خوف محسوس نہیں ہو رہا تھا کیونکہ اس سب کو تو اپنی جان کی پڑی ہوئی بات تھی۔

۱۰۔ اور نہ بدقوم سے تعلق رکھنے والے ہزاروں افراد یہ سب منظر جیتی جاگتی دیکھ رہے تھے۔ یہ سب دیکھ رہے تھے کہ اس انہونی بات کو دیکھ کر کبھی وہ کفر اور باطل سے باز نہ آئے۔ پھر یہ اخلاص کے ساتھ حلقہ گوشت اسلام ہو گئے۔

۱۱۔ حضرت عقیلؓ کی آواز جنگل کے دور دورا اصول تک کیسے پہنچ گئی؟
۱۲۔ تمام جانوروں نے ان کی حربی گفتگو کو کس طرح سمجھ لیا؟ اور اگر سمجھ ہی لیا تھا تو ان جانوروں پر عمل کرنے پر کیسے تیار ہو گئے؟ اور عمل بھی ایسا کیا کہ 40 سال تک اس

علاقے میں کوئی سانپ یا سڑی جانور دکھائی نہیں دیا۔

بڑے سے بڑا سانپ وان انفسی ماہر طبیعات ماہر ارضیات یا ماہر حیوانات ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا۔ ان کا جواب صرف بندہ مومن ہی دے سکتا ہے جس کا ایمان ہے کہ تمام اسباب اور مستبہات اور کائنات کا ایک ایک ذرہ سب سے اعلیٰ اور سب پر غالب مہی کے حکم کے تابع ہے۔ جو بندہ ولی و جان سے اس کے حکم کا تابع ہو جائے گا کائنات اس کے تابع ہو جاتی ہے۔ ارشاد و ربانی ہے ﴿ان تصروا لله بنصرکم وینبئ القدیمکم﴾ (سورہ محمد: ۶) اگر تم اللہ کے دین کی امداد کرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری امداد فرمائے گا اور تمہیں ثابت قدمی عطا فرمائے گا۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا ﴿وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین﴾ (آل عمران: ۱۳۹) تم ہی ثابت قدم ہو اگر تم صاحب ایمان ہو۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اگر ﷺ کی نظر کیا اثر کی بدولت تحریک نفس کی تمام منزلیں طے کر چکے تھے اور نفسانی خواہشات و رذائل سے پاک ہو چکے تھے اسی لیے زبان ان کی ہوتی تھی اور علم اللہ تعالیٰ کا ہوتا تھا۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مفتیہ او مفتیہ اللہ بود
مگرچہ از خلقم عبد اللہ بود

ان کی بات اللہ تعالیٰ کی بات ہوتی ہے اگرچہ بندے کے منہ سے صادر ہوتی ہے۔

﴿رضی اللہ عنہم ورضو عنہ﴾



حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل جادوگر

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقابل 15 ہزار جادوگر آئے تھے۔ ان میں ساہور، عاود، حلو، اور شمعون سارا تھے

اسلام میں حکمرانی عدل و انصاف کا تصور

علامہ حافظ خالد سکن رضوی

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۶ھ / ۲۲ جون ۱۹۶۶ء بروز بدھ ۱۱ گھنٹے کا کلمہ "کلمہ گلاب" کتاب میں پیدا ہوئے۔ جہلم و پند کے مدارس میں حفظ و تجوید کی تکمیل کے بعد شہرہ آفاق دینی و سرگاہ جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور میں درس نظامی کی تعلیم حاصل کی۔ آپ کے اساتذہ میں مفتی اعظم پاکستان محمد عبدالقدیم بڑاوری، مولانا محمد اسلام حضرت مولانا محمد رشید نقشبندی، استاد العلماء حضرت مولانا مفتی عبداللطیف نقشبندی شرف ملت حضرت علامہ محمد عبدالکلیم شرف قادری جامع الحقول و المنقول حضرت علامہ حافظ عبدالستار سعیدی اور استاد العلماء حضرت مولانا ناصر حق بڑاوری ایسی نامور و نایاب شخصیات شامل ہیں۔

روحانی طور پر سلسلہ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ میں عارف کامل حضرت اقدس خواجہ محمد عبدالواحد صاحب المعروف حاجی میر صاحب سے کالا و پیر شریف جہلم میں بیعت ہیں۔ تقریباً دو عشروں سے جامعہ نظامیہ میں ہی مسند تدریس پر رونق پزیر فرماتے ہیں۔ بلاشبہ آپ کے ہزاروں شاگرد اس وقت ملک عزیز کے طول و عرض میں خدمات دینیہ میں مصروف عمل ہیں۔

درس تدریس کے ساتھ ساتھ آپ تصنیف و تالیف میں بھی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ علم صرف میں تیس سو اسیب الصرف اور تعلیمات خدامہ آپ کے نوک قلم کی یادگار ہیں۔ اللہ رب العزت نے خطابت میں ولین و لوکما انداز عطا فرمایا ہے۔ روایتی تقاریر سے ہٹ کر آپ کے خطابات "دل سے جوت لکھی جا کر کہتی ہے" کے مصداق پُر اثر ہوتے ہیں۔

اس وقت آپ فدایانِ ختم نبوت پاکستان اور مجلس علماء نظامیہ کے مرکزی امیر ہیں۔ اس کے علاوہ دارالعلوم انجمن نعمانیہ سمیت کئی مدارس و اداروں کے سرپرست و نگران اور معاون ہیں۔

سروردی و رہتین ما خدمت گری است
عدل فاقی ، عدلی است

آن مسلمانان کہ میری کردہ اند
در شہنشاہی - فقیری کردہ اند
در امارت فقر را افزوده اند
مثلی سلمان در عدائن بودہ اند
میرانے - بود و سامانے نداشت

سبب او جز تیغ و قرآلے نداشت
حضرت علامہ اقبال کے ان اشعار کا مطلب و مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ ہمارے دین اسلام میں ہماری کائناتوں کی امریت کی بھلائی اور خیر خواہی چاہنا ہے نیز حکمرانوں کے گفتار و کردار فاروقی عدل اور فقر حیدری کی جھلک نظر کی جائیے۔ اس پر مسلمانوں کا تابناک امی گواہ ہے کہ علم میرانوں نے بادشاہی میں فقیری کی۔ اس سے بھی اہم بات یہ ہے کہ مسلمانوں کے حکمران اس - واری پر فائز ہونے کے بعد پہلے سے بھی زیادہ فقیر ہونگے۔ اس دعو کی تردید مل جائے تو تو دلائل سے دور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی سیرت و کردار کا مطالعہ کرو۔ (یعنی عدائن میں آنے والا وہی تاجر عدائن کے گورنر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور عام مزدوری کرنے والے شخص لے - یان فرق نہ کر سکا اور انہیں مزدور سمجھ کر اپنا سامان اٹھانے کے لیے کہہ دیتا ہے)۔

اسی طرح ہمارے روشن ماضی کا ایک اہم باب یہ ہے کہ مسلمان حکمرانوں کا سہارا ، ہی چیزیں تھیں قرآن کریم اور تلواریں۔ (تلواریں اس لیے تاکہ نظام مصطفیٰ ﷺ کا راست صاف کرے اور قرآن سے لایا کہ تلواریں ظلم کی راہ پر نہ چلے دے)۔

ان اشعار میں حضرت علامہ نے مسلم حکمرانوں کے سیرت و کردار اور فرائض و ذمہ داریوں کا بیان فرمایا ہے اسلام میں حکمرانی لوٹ کھسوٹ ، ظلم ، دجرت ، تکبر و رعوت ، اقربا پروری ، گندے اور برے طریقے یا پست پائے کا نام نہیں بلکہ مسلمان حکمران کو اقبال کے بقول ان صفات کا مظہر ہونا چاہیے۔

ضعیف اگر نظر پڑے رسول کا جمال بن

قوی اگر ہو سائے قہر و الجلال بن

خدا کے آگے سر جھکا کہ سرکشوں کا سر جھکے

فقہا ستم گروں کی ہوسم زدوں کی ڈھال بن

مسلم حکمران اسلام سے پہلو جی کرنے کی بجائے حضرت سلمان فارسی کی طرح اپنا سب کچھ اسلام ہی کو سمجھیں۔ حضرت سلمان فارسی سے جب شجرہ نسب پوچھا جاتا تو فرماتے: ”سلمان بن اسلام بن اسلام“ یعنی میرا سب کچھ وہی اسلام ہی ہے۔ فرنگی چمک دمک سے متاثر آکھیں اسلامی عدل و انصاف کے واقعات پڑھیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ فرنگی تہذیب کا غارہ سے ملے شدہ اصلی چہرہ انہیں نظر آجائے۔

نہ کہ الزنگ کا اندازہ اس کی تابناکی سے

بکلی کے چراغوں سے اس جوہر کی براقی

مصر کے گورنر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے ایک عام آدمی پر ظلم و ستم کر کے مرتکب ہوئے ہیں تو یہ بات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تک پہنچ جاتی ہے۔ آپ باپ بیٹا دونوں کو مدینہ منورہ طلب فرماتے ہیں اور مجلس قضا منصفہ ہوتی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان الفاظ سے مظلوم کو درہم پکڑاتے ہیں کہ ”خدا صوبہ ابن الاکرومین کے اے مظلوم بغیر جھجک کے اس معزز کے بیٹے سے اپنا بدل لے۔ جب مظلوم اپنا قصاص لے چکا تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اسے گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو بھیجی مارنے کا حکم دیتے ہیں کہ انہوں نے اچھے طریقے سے اپنے بیٹے کی تربیت کیوں نہ کی؟ لیکن وہ مظلوم حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو یہ کہہ کر معاف کر دیتا ہے کہ جس نے مجھ پر زیادتی کی تھی میں نے اس سے بدلہ لے لیا ہے۔

آخر میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہیں ”خدا

و بن العاص منی استعبدتم الناس قد ولدتمہم امہاتہم احرار کے اے عمرو بن

خدا ان لوگوں کو تو ماؤں نے آزاد جتنا آپ نے انہیں کب سے غلام بنانا شروع کر دیا ہے؟

اسی طرح ترکستان میں دریائے سیحون کے کنارے واقع شہر خجند میں ایک معمار تھا جس کا نام ثمن

میں بہت بلند تھا۔ حضرت سلطان مراد نے اس معمار کو ایک مسجد تعمیر کرنے کے لیے مقرر فرمایا۔

ثمن نے خیران نوڈ شریٹ، میوزیکل پروگرام اور گرامو فون ڈسک تیار کرائے ہیں اسی لیے ساری قوم انہی

سے ناگ ہو گئی۔ العباس علی دین ملوکھم کے رعایا اپنے بادشاہوں کی راہوں پر چلتی

اب سب مہار کا مکمل ہوئی تو حضرت سلطان مراد نے دیکھنے کے لیے آئے۔ آپ کو معمار کا فن

پہ نہ آیا تو غصہ میں شجر سے معمار کا ہاتھ کاٹ ڈالا۔ اس سے آگے حضرت علامہ کی زبانی سنیہ پھر

پہا ہاں سے غیروں کی تعریف و توصیف کرنے کے بجائے نظام مصطفیٰ ﷺ کے ترانے پڑھیے۔

جوئے خوں از سائید معمار رفت

پیش قاضی تاتوان د زار رفت

مظلوم معمار کی کھائی سے خون کے فوارے جاری ہیں۔ اس حال میں وہ فریاد لے کر قاضی کے

ہاتھ پیش ہو گیا۔

گفت اے بیٹا حق گفتار تو

حفظ آئینہ عمر کار تو

آپ کی زبان اللہ تعالیٰ کے پیغام حق (قرآن مجید) کی ترجمان ہے اور حضور نبی اکرم ﷺ کے

ساتھ تین کا تحفظ آپ کی آئینی ذمہ داری ہے۔

سلطہ گوش سلطت شاہاں نیم

قطع کن از دوسے قرآن دعویم

میں بادشاہوں کے کرد و کار کا نام نہیں ہوں میں تو خاتم مصطفیٰ ﷺ ہوں۔ اس لیے قرآن مجید نے

مطابق میرا فیصلہ کیجئے۔

قاضی عادلؑ بدندان خستہ لب

کردش را در حضور خود طلب

یہ دردناک منظر دیکھ کر نصیر سے قاضی ہونٹ کانٹنے لگا پھر فوراً بادشاہ کو اپنے حضور طلب کیا۔

رنگب شہ از ہیبت قرآن پرید

پیش قاضی چوں خطا کاراں رسید

قرآن مجید کے ہیبت و جلال کی وجہ سے سلطان مراد کا رنگ اڑ گیا اور مجرموں کی طرح قاضی کے

سامنے پیش ہو گیا۔

از خجالت دیدہ بر پا دودخت

عارضی او لالہ پا اندوخت

شرمندگی کی وجہ سے اس کی نگاہ پاؤں پر جمی تھی اور اس کے رخسار سرخ ہو رہے تھے۔

لب طرف فریادی دعویٰ گرے

یک طرف شاہیہ گردوں فرے

قاضی کی عدالت میں ایک طرف فریادی اپنا دعویٰ لیے کھڑا تھا اور دوسری طرف جاہ و جلال کا

لالہ بادشاہ۔

گفت شہ از کردہ تجلت برده ام

اعتراف از بزم خود آورده ام

بادشاہ نے کہا میں اپنے کیے پر شرمندہ ہوں اور مجھے اپنے جرم کا اعتراف ہے۔

گفت قاضی فی القصاص آہ دلجو

زندگی میری وہاں قانون ثابت

قاضی نے کہا قرآن مجید نے قصاص کو زندگی قرار دیا ہے۔ اسی قانون پر عمل کر کے زندگی استحکام حاصل کر سکتی ہے۔

عید مسلم کمتر از احرار نیست

خون شہ رنگیں تر از مہمار نیست

مسلمان غلام آزاد سے کم نہیں اور بادشاہ کا خون مہمار کے خون سے زیادہ سرخ (قیمتی) نہیں۔

چوں مراد این آیت محکم شنید

دست خویش از آتش بیرون کشید

سلطان مراد نے قرآن مجید کا حکم سنتے ہی اپنا ہاتھ قاضی کے سامنے پیش کر دیا۔

بدی را تاب خاموشی نماند

آیت بالعدل والاحسان خواند

بدی عدل وانصاف کا منظر دیکھ کر خاموشی نہ رہ سکا فوراً عدل و احسان کی آیت پڑھی سلطان اللہ

بالرحم بالعدل والاحسان

گفت از بزم خدا بخشد مش

از برائے معصفتی بخشد مش

میں نے اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کی خاطر بادشاہ کو معاف کر دیا۔

یافت مورے بر سلیمان ظفر

سلطت آئین پیغمبر مگر

نظام مصطفیٰ ﷺ کی برکت دیکھ کر چوٹی نے سلیمان پر فتح پائی۔

قرآن بندہ د مولا کیست است

پوریا د مسجوب دیا کیست است

کے نظام میں قوی و ضعیف برابر ہیں۔ کوئی یورپائین ہویا تخت شاہی کا وارث ان میں کوئی فرق نہیں۔

اسی خیر و برکت والے نظام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت علامہ فرماتے ہیں:

وہ پرانے چاک عقل جن کو کسی سبق نہیں

عشق بیٹا ہے انہیں بے سوزن و تار نو

اسی نظام کی برکت تھی کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے ﴿ابو سبکر سیدنا و عاشق سیدنا﴾ ابوبکر بھی ہمارے سردار اور جن کو انہوں نے آزاد کیا (حضرت بلال رضی اللہ عنہ) وہ بھی ہمارے سردار۔

اب وقت آگیا ہے کہ پاکستان کے علماء کرام و مشائخ عظام اور عوام الناس کو چھوٹی اور بڑی برائی کے بھمور سے نکل کر نظام مصطفیٰ ﷺ کے عملی نفاذ کے لیے جہد مسلسل کرنی چاہیے۔



دریاؤں کے دل جس سے وہل جائیں وہ طوفان

ایک مرتبہ علامہ محمد اقبال کی موجودگی میں محفل میں اسلامی تاریخ اور مسلمانوں کے ان کارناموں کا ذکر چل پڑا جن سے مسلمانوں کی غیر معمولی شجاعت بے جگری اور بے مثال سرفروشی کے پہلو نمایاں ہوں۔ حضرت علامہ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے فرمایا مسلمان ایک ایسا پتھر ہے کہ جس پر گرتا ہے اسے پاش پاش کر دیتا ہے اور جو اس پر گرتا ہے وہ پاش پاش ہو جاتا ہے۔ قرآن کریم میں مرمومن کی اسی شان کی طرف اشارہ ہے کہ اشداء علی الکفار

چار روز کا فقیر مصفی: ۳۷۳

نعت رسول مقبول ﷺ

پیر سید علی شاہ گلاروی

اج سبک سزاں دی دھیری اے
کیوں دڑی اداس گھنیری اے
لوں لوں دج شوق چنگیری اے
اج نیٹاں نے لایاں کیوں جھڑیاں

کھ چند بدر شمعانی اے
متھے چمکے لاث نورانی اے
کالی زلف تے اکھ مستانی اے
محور اکھیں ہن مد بھریاں

اس صورت نوں میں جان آکھاں
جاناں کہ جان جہان آکھاں
جج آکھاں تے رب دی شان آکھاں
جس شان توں شاناں سب نمایاں

ایہا صورت شالا پیش نظر
رہے وقت نزع تے روز حشر
وج قبر تے ہل تھیں جد ہوی مگر
سب کھولیاں تھیں تہ کھریاں

لاہو کھ تھیں خطہ ہر یمن
من ہمانوری جھٹک دکھاؤ جہن
اوحا متھیاں مگلیں الاؤ مٹھن
جو حرا وادی سن کریاں

ایہاں سکدیاں تے کر لاندیاں تے
لکھ داری صدقہ جاندیاں تے
ایہاں برویاں مفت وکاندیاں تے
شالا موت وی آون اوہ گھڑیاں

سبحان اللہ ما اجملک ما احسک ما اکملک
کھتے مہر علی کھتے تیری ثناء گستاخ اکھن کھتے جائزیاں



لہو لہو فلسطین

محمد شہید فنی

فلسطین اور مصر کے سرحدی کنارے پر واقع شہر ہے۔ اس کا کل رقبہ 145 مربع میل ہے جبکہ
وہ بی بی کی لمبائی 27 میل اور چوڑائی 3 سے 7 میل تک ہے۔ غزہ زمانہ قبل مسیح میں ساحلی شہر میں
عام نباتات والے کی اہلیہ کا نام تھا جو اس شہر کا نام پڑھ گیا ہے یہ علاقہ شام کا حصہ تھا۔ عرب حجاز سے
شام تجارت کے لیے جاتے تھے اسی قسم کے ایک تجارتی سفر میں آنحضرت ﷺ کے
دادا "حضرت ہاشم" شام گئے تو وہیں غزہ کے علاقے میں ان کا انتقال ہوا اور وہیں ان کا دفن
ہو۔ پہلے عرب غزہ کو "غزہ ہاشم" بھی کہا کرتے تھے۔ اسی طرح اس شہر کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ
کا ولد ہونے کا شرف حاصل ہے۔ 565 ہجری 1170ء تک یہ علاقہ شام کا حصہ رہا۔ 565 ہجری
اس کو سلطان صلاح الدین ایوبی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح کر کے مصر میں شامل کر لیا۔ 1967ء کی
جنگ تک یہ علاقہ مصر کی عمل داری میں رہا۔ اس جنگ میں اسرائیل نے مصر کے صحرائے سینا، سوئز کے
ماتھ ساتھ غزہ کی پٹی پر بھی قبضہ کیا۔ 1973ء کی جنگ میں مصر اپنے باقی علاقے اسرائیل سے آزاد
کرانے میں کامیاب ہو گیا لیکن یہ علاقہ آزاد نہ ہو سکا۔ اقوام متحدہ نے اپنی قراردادوں میں اسرائیل سے
مطالبہ کیا کہ وہ تمام مقبوضہ علاقے چھوڑ دے مگر اسرائیل نے اس مطالبہ کو کوئی حیثیت نہ دی۔ 13 ستمبر
1993ء کو ناروے کے دارالحکومت "اوسلو" میں فلسطینی صدر یاسر عرفات اور اسرائیلی وزیر اعظم ایتھاق
ابن نے ایک معاہدہ پر دستخط کیے جس میں موقع پر اسرائیلی صدر کوشن، بیس سینیٹر، جی کارو، شمعون پیریز
اور اس کے مندوبین نے بھی "معاہدہ پر دستخط کیے" اور "اسلام معاہدہ" کا نام دیا گیا۔

معاہدہ کی رو سے فلسطین، یمن، عراق، لبنان، اردن اور آزاد فلسطینی ریاست نے قیام کی جمہوریت شامل تھی

لیکن پانچ صدور (فلسطینی صدر یاسر عرفات، امریکی صدر بل کلنٹن، اسرائیلی صدر شمعون پیرے، سابق امریکی صدر بلیش سنٹر، جی کارٹر) اور ایک وزیر اعظم (اسحاق رابن) کے دستخطوں کے باوجود اس معاہدے پر فلسطینیوں کے حق میں عمل درآمد نہ ہوا اور اس معاہدے کی وجہ سے یاسر عرفات کی اس کا انتہائی خراب ہوگئی۔

28 ستمبر 1995ء کو بدنام زمانہ ٹیکپ ڈیوڈ معاہدہ "یاسر عرفات اور اسحاق رابن کے درمیان طے پایا مگر یہودیوں نے اس معاہدے کو تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہوئے کچھ ہی عرصہ بعد ایک بھر سے پہلے میں اسحاق رابن کو گولیوں سے اڑا دیا۔ اسی کمپ ڈیوڈ میں 23 اکتوبر 1998ء کو یاسر عرفات اور اسرائیل کے وزیر اعظم "بنین یاہو" کے درمیان "زمین برائے امن" معاہدہ ہوا۔ 4 ستمبر 1999ء کو مصر کے پرنس فضا مقام "شرم الشیخ" میں ایک معاہدہ ہوا جس میں مصری صدر حسنی مبارک، اردن کے شاہ عبداللہ اور امریکی سیکرٹری آف اسٹیٹ میڈیلین، البرٹائر بطور ثالث شامل تھیں۔ گیارہ اعلانات پر مشتمل اس معاہدے کو "شرم الشیخ معاہدے" کا نام دیا گیا جس کی وجہ سے یاسر عرفات کی ہی می ساکھ بھی ختم ہوگئی۔ مارچ 2005ء کو فلسطین کے موجودہ صدر محمود عباس اور اسرائیل کے "براہم" اعظم ایمل شیرون کے درمیان "شرم الشیخ" کے ہی مقام پر غزہ کی پٹی کے علاقے سے یہودی قانونیوں کے اغواء کے لیے ایک معاہدہ ہوا مگر اس معاہدے کا انجام بھی ناجائز معاہدوں کی طرح ہی ہوا۔ لیکن تمام معاہدوں کا انجام شہید شہید، گمشدہ بزرگوار مسیح کا مصداق بن گیا۔

اس تمام عرصے کے دوران اسرائیل و تقاضو متغیرہ پر حملے کرتا رہا اور حماس کے کارکنوں کو ٹارگٹ فلک کا نشانہ بھی بنا تا رہا۔ ان سب کے باوجود سب سے بڑی سفاکت اسرائیل نے اس وقت دکھائی جب اس نے 70 سالہ حماس کے روحانی پیشوا شیخ احمد یاسین رحمہ اللہ کو فجر کی نماز کے بعد میزائل مارکر شہید کر دیا اور اس واقعہ کے صرف 21 دن بعد ان کے نائب عبد العزیز ریشمی کو بھی شہید کر دیا گیا۔ اسرائیل اپنے زعم میں حماس کی طاقت کو طع کر رہا تھا لیکن ان واقعات کی وجہ سے حماس کی مقبولیت مزید بڑھ گئی اور حماس نے اپنی تاریخ میں پہلی مرتبہ انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کر لیا اور

ایرانی انتخابات میں واضح کامیابی حاصل کی۔ جون 2007ء سے اسرائیل نے غزہ کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور 2006ء ہی سے مسلسل حملے کرتا رہا ہے۔ 18 مئی 2007ء کو اسرائیلی جنگی جہازوں نے حملہ کر کے حماس کے سیکورٹی ہیڈ کوارٹر کو تباہ کر دیا۔ 20 مئی کو دوبارہ حملہ کر کے شہری آبادی کو بے گناہ بنا دیا گیا۔

اسی طرح 2008ء میں بھی اسرائیلی حملے جاری رہے۔ 18 جنوری کو اسرائیل نے غزہ کی ٹاکہ بندی کر لی اور حماس کو محسولات کی ادائیگی سے انکار کر دیا۔ 23 جنوری کو 3.5 لاکھ فلسطینیوں نے سرحدی دیوار کو توڑ دیا اور مصر میں داخل ہو کر ضروریات زندگی کی اشیاء خریدیں۔ 27 جنوری کو اقوام متحدہ نے محاصرہ اٹھانے کا مطالبہ کیا۔ 2 مارچ کو اسرائیل نے ایک مرتبہ حملہ کر کے اسماعیل حانیہ کے دفتر کو تباہ کر دیا اور 15 روز سے زائد عرصے تک جاری رہنے والے اس حملے میں اسرائیل نے 250 سے زائد فلسطینیوں کو شہید اور 600 سے زائد زخمی کر دیا۔ شہید ہونے والوں میں 30 سے زائد بچے بھی شامل تھے۔

ان تمام باتوں کے باوجود اسرائیل نے 27 دسمبر 2008ء کو غزہ پر ایک ہوا حملہ کیا۔ اس حملے میں اب تک 1400 سے زائد افراد شہید اور ان گنت زخمی ہو چکے ہیں۔ بچوں کے اسپتال تباہ کر دیے گئے ہیں۔ مساجد پر بمباری کر کے انہیں شہید کر دیا گیا ہے۔ حملوں میں غزہ پولیس کے سربراہ تو قتل جہاز اور حماس کے رہنما "ریان نزار" بھی شہید ہو گئے ہیں۔ 22 عرب ممالک کی قرارداد کو سلامتی کونسل میں امریکہ و برطانیہ نے مسترد کر دیا اور کہا ہے کہ اس قرارداد میں حماس کی "دہشت گردی" کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ سلامتی کونسل میں اسرائیل کے خلاف قرارداد کو امریکہ نے پھریو کر دیا ہے۔ بارک اوبامہ نے اقوام متحدہ میں امریکی مستقل مندوب زلے غلیل زاوکو کہادت کی ہے کہ کسی ایسی قرارداد کی حمایت نہ کی جائے جس میں حماس کی "دہشت گردی" کا ذکر نہ ہو۔ اسرائیل اب تک سینکڑوں مقامات کو نشانہ بن چکا ہے۔ غزہ کے اسپتال زخموں سے بھر چکے ہیں۔ اودیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ مٹی میں پانی کی فہد بے طاقت ہے۔ عرب لیگ نے اپنا ہکا بکا اس "دہشت گردی" میں

کیا بھی آزاد دنیا ہے؟

خالد مشعل

خالد مشعل فلسطینی مجاہدین کی عظیم حساس سرکاری رہنما ہیں۔ 22 مارچ 2004ء کو روٹنٹا مفت دورہ میں اور جری وڈر کا تہہ "شیخ یاسین" ہائی حساس شہادت کے بعد ڈاکٹر عبدالعزیز رئیس ان کے نائب منتخب ہوئے۔ 2004ء میں ہی ڈاکٹر عبدالعزیز جب سبھونی بریت کا شکار ہوئے تو حساس کی قیادت خالد مشعل اور ان کے نائب نمبر کے ہاتھ آئی۔ اسرائیل کے دہشت گرد قتل گروہوں کے باوجود خالد مشعل نہ صرف حساس کی مرکزی کمانڈر بن گئے ہیں بلکہ ان کی گھرائی میں حساس نے 2005ء کے بعد اپنی انتخابات میں حیرت انگیز کامیابی حاصل کی۔ حساس کی یہ کامیابی صرف بلدیاتی انتخابات تک ہی محدود نہیں تھی بلکہ 25 جنوری 2006ء کے پارلیمانی انتخابات میں حساس نے کل 132 نشستوں میں سے 78 نشستوں پر کامیابی حاصل کر کے یہود و نورو کو درجہ حرارت میں گرا کر دکھایا تھا۔

درج ذیل مضمون میں خالد مشعل حفظہ اللہ تعالیٰ نے اسرائیل کی تازہ درندگی پر اپنا رد و بیان کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

18 مئی 2006ء سے میرے لوگوں کا محاصرہ جاری ہے۔ اس کرب ارض کے سب سے بڑے قید خانے میں چھبیس کروڑ مین، ہزاروں ہزاروں سہولت کار (Seal) کر دیا گیا ہے حتیٰ کہ ہمارے خوشی بھی وہاں سے محروم ہیں۔ اس سخت رفتار موت کی پالیسی کے بعد بمباری کی پالیسی سامنے آئی۔ اس گھمناک آباد علاقے میں کچھ بھی ایسا نہیں کہ جس کو باقی چھوڑ دیا گیا ہو۔ اسرائیلی جنگی ہوازمبارکاری کارروائیوں سے لے کر گھر، مساجد، ہسپتال، اسکول اور مارکیٹوں تک بمباری کر رہے ہیں۔ 1400 سے زائد لوگ شہید ہو چکے ہیں جبکہ ان گنت ہمیشہ کے لیے معذور ہو گئے ہیں۔ ان میں سے ایک تہائی سے زائد عورتیں اور بچے ہیں۔ کسی خاندان میں تمام کفر لقمہ اعلیٰ بن گئے ہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی تھے کہ بوقت بمباری وہ سو رہے تھے۔

طلبہ کر کے بارگ ادبا کو شہید تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔

اسرائیلی وزیر خارجہ ایہود بارک نے کہا ہے کہ اسرائیل کے حملوں کے تین مقاصد ہیں۔
① حساس کو کمزور کرنا ② مجاہدین کے تیار کردہ میزائلوں اور راکٹوں کا صفایا ③ غزہ کا کنٹرول مکمل طور پر محمود حساس کے حوالے کرنا۔

یہ تمام باتیں مکمل ہونا مشکل لگ رہا ہے چونکہ غزہ کی 15 لاکھ آبادی کا 2 تہائی حصہ حساس سے انتہائی وابستہ اور بھرپور لگاؤ رکھتا ہے۔

یہ ہے اسرائیل کے ظلم کی داستان، اسرائیل کے ستم کی کہانی، امریکہ کی دغا بازی اور مصر اردن کی منافقت۔ محمود حساس جس کا تعلق بھائی مذہب (جو دنیاویوں کی طرح ختم نبوت کے منکر ہیں) سے ہے۔ اس سادہ منظر نامے کا سب سے اہم حصہ ہے۔ جس نے ہر موقع پر حساس کی پیٹھ میں جگر گھونپنا ہے اور اب حساس کو ختم کرنے کے لیے اسرائیل کو ٹولوں کی اجازت دے دی ہے۔

یہ بات طے ہے کہ اسرائیل 80 لاکھ قتالی لوگوں کو جلا وطنی کرنے کے باوجود ہر سال 50 ہزار افراد کو معذور اور 10 ہزار کو شہید کرنے کے باوجود حساس کی تحریک کو نہ ہلکا تو اب منافقین کی مدد کے باوجود حساس کی قوت کو ختم نہیں کر سکتا اور اس حملے کے بعد ان شاء اللہ حساس مزید ابھر کر سامنے آئے گی۔

بھونگوں سے یہ چراغ بجھا جاتا جائے گا



شفاق کا ایک حصہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اس حال میں گیا کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ ہی اس کے دل میں جہاد کا شوق ابھرا تو وہ نفاق کے ایک حصے پر حرام۔

محمد سلیم شریف

اس خون کے دریا کو جھوٹ اور فرضی وجوہات سے دھانپا جا رہا ہے۔ 6 مئی 1967ء سے مجاہدین حماس جنگ بندی پر عمل درآمد کرتے رہے جبکہ اسرائیل نے شروع ہی سے اس کی خلاف ورزی کی۔ اسرائیل اس بات کا پابند تھا کہ وہ غزہ کی سرحدیں کھول دیتا اور مغربی کنارے تک اس جنگ بندی پر عمل درآمد کروا تا لیکن اس نے سب سے پہلے نہ ہی کی تا کہ بندری کی اور اسے مزید سخت کر دیا۔ اس کے علاوہ کئی مرتبہ جنگی اور پانی کی سپلائی بھی بند کر دی گئی۔ اسرائیل نے اس اجتماعی سزا کو روکا نہیں بلکہ تیز سے تیز کر دیا۔

جب اس ٹوٹے ہوئے معاہدے کی میعاد پوری ہونے کے قریب آئی تو ہم نے ایک جامع معاہدے کے لیے رضامندی کا اظہار کیا تا کہ غزہ کی تا کہ بندی اٹھائی جائے اور غزہ کی تمام سرحدیں کھول دی جائیں۔ لیکن اس معاہدے میں رہا کی سرحدیں بھی شامل ہے لیکن ہماری صدا بہرے کانوں کو پڑی۔ اسرائیلی ظلم و بربریت کے باوجود ہم ایک نئے معاہدے کے لیے اس شرط پر رضی ہیں کہ غزہ سے قابض فوج واپس چلی جائے۔ جو لوگ ہم سے مزاحمت ختم کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں ان کی منطق بالکل نامعقول ہے۔ یہ لوگ ایک چارچ اور قابض کو تو معاف کر دیتے ہیں جس کے پاس جاتی و بربادی پھیلائے والے خلف نگ اور ہلک ترین ہتھیار ہیں اور اس پر کوئی ذمہ داری نہیں ڈالتے ہیں جبکہ اس کے نشانہ بننے والے مظلوم اور آفت زدہ قیدی اور مقبوض پر سارا الزام اور نوزلہ گرتا ہے۔ اسرائیل اور اس کے امریکی دیور اپنی اتحادی چاہتے ہیں کہ ہم خاموشی سے مارے جائیں لیکن ہم خاموش موت نہیں مریں گے۔

جو کچھ غزہ پر آج ہو رہا ہے آج سے پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے۔ جب بھی ہم نے اسرائیل کے فرمانوں کے آگے جھکنے سے انکار کیا تو اس نے ہمیں رملہ میں اپنے مرکز پر بمبار کر دیا اور ہتھیاروں نے اسے دو سال تک گھیرے میں رکھا۔

غزہ نے 2009ء میں بالکل 2008ء کی طرح قدم رکھا۔ اسرائیلی حملوں میں پچھلے سال

کی اور فروری کے مہینے میں غزہ کے 140 بے گناہ افراد اسرائیلی فضائی حملوں میں شہید ہوئے۔ ان پر ناکام حملے پر روانہ ہونے سے پہلے اس نے ہزاروں شہل غزہ پر برساتے جس سے 2400 بچے اور بے گناہ افراد شہید ہوئے۔ 1948ء کے دہائیوں کے حملے سے لے کر غزہ میں آج تک اسرائیل کے جرائم کی فہرست بہت طویل ہے۔ امریکی ”آزاد دنیا“ (Free World) ہے کہ اس کا دفاع آج اسرائیل کر رہا ہے تو پھر ہمیں تو یہی اس اقدار کی کوئی ضرورت نہیں۔

اسرائیلی حکمران خود چکرائے ہوئے ہیں کہ وہ ان حملوں سے کیا مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں؟ حماس کی جائز حکومت کو نکال باہر کرنا چاہتے ہیں جو کہ جمہوری طریقے سے انتخاب لڑ کر آئی ہے یا ”مشی بنیادی دغا“ کو تباہ کرنا چاہتے ہیں یا پھر راکٹ حملے روکنا چاہتے ہیں؟ جیسے جیسے وہ غزہ کی مزاحمت کو ختم کرنے میں ناکام ہوتے ہیں ویسے ویسے انہوں نے اپنے عزائم و اہداف بچے کر دیے ہیں اور حوصلے گرا دیے ہیں۔ اب وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ حماس کو کمزور کرنا چاہتے ہیں اور مزاحمت کو ختم کرنا چاہتے ہیں لیکن ان میں سے کبھی کبھی حاصل نہیں کر پائیں گے۔

ایک بار پھر دانشمندان اور یورپ نے جارح اور قابض کی کرداروں اس کی کاروائیوں میں ساتھ دینے کا فیصلہ کیا ہے جبکہ اس کا نشانہ بننے والے مظلوموں کی مذمت کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ ہمیں امید تھی کہ مارک اوپا ماہر دیش کی تباہ کن وصیت سے خود کو الگ کر لیں گے لیکن ان کا آغاز حوصلہ افزائی ہے۔ جہاں انہوں نے جزیی کے ساتھ جزیی حملوں کی مذمت کی وہاں ان کی زبان غزہ میں قتل عام کے دن دن کے بعد بھی بندھی ہوئی ہے لیکن میرے لوگ اور عوام تنہا نہیں ہیں۔ لاکھوں آزادی سے محبت کرنے والے لوگ بھی انصاف اور آزادی کے اس مقدمے میں ان کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں جس کی گواہی اسرائیلی جارحیت کے خلاف احتجاج کرنے والے افراد نہ صرف عرب اور اسلامی دنیا میں بلکہ دنیا بھر میں دے رہے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسرائیلی ناقابل بیان جاتی اموات اور ظلم غزہ پر کرے گا لیکن اس کا

وہی حشر ہو گا جو لبنان میں اس کے ساتھ ہوا تھا۔ ہم بمباری اور محاصرے سے نہیں ڈریں گے اور مصیبتیں تھبے کے آگے کبھی جھپٹیں ڈالیں گے۔



پسندیدہ چیزیں

امام ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی مجلس میں فرمایا کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں ① خوشبو ② نیک عورت (بیوی) ③ نماز۔ اسی مجلس میں آپ ﷺ کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی تین پسندیدہ چیزیں بیان فرمائیں ① نبی کریم ﷺ کے چہرہ اطہر کی زیارت ② راہ اسلام پر مال خرچ کرنا ③ آپ ﷺ کے عقد میں اپنی بیٹی کا دینا یعنی آپ کا سر ہونا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے بھی اپنی پسندیدہ چیزوں کے متعلق فرمایا ① امر بالمعروف یعنی نیکیوں کا حکم دینا ② نبی المکر یعنی برائیوں سے منع کرنا ③ پراپکڑ اپنا نہا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ① بھوک کو کھانا کھانا ② غلج و ستوں کو لپکا کر س پہنانا ③ قرآن کریم کی تلاوت کرنا۔ اس کے بعد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنی پسندیدہ چیزیں بیان فرمائیں ① مہمان نوازی ② گرمی کے موسم میں روزہ ③ دشمن اسلام پر تلوار چلانا ④ بھی یہ مجلس جاری تھی مگر دوسرا مالامال حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لے آئے اور شریک مجلس ہوتے ہوئے فرمایا اگر میں دنیا والوں میں سے ہوتا تو یہ تین چیزیں مجھے پسند ہوتیں ① عبادت گزار سے محبت ② مفلس عیال دار کی مدد ③ گم کردہ راہ کو راہ دکھانا۔ آخر میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بھی اپنی تین پسندیدہ چیزوں کا ذکر فرمایا ہے اور وہ یہ ہیں ① طاقت کا خرچ کرنا مال و جان سے ② نفاق پر صبر کرنا ③ گناہوں پر مردانہ امت کے ساتھ۔

انٹرویو

ڈاکٹر محمود الزہار

مہمان گرامی: ڈاکٹر محمود الزہار سابق وزیر خارجہ فلسطین

ڈاکٹر محمود الزہار فلسطین کے سابق وزیر خارجہ اور حماس کی صف اول کی قیادت میں شمار ہوتے ہیں۔ حماس کی سالانہ 1987ء میں شیخ یاسین شہید نے شہر بھر میں جانوں کے ساتھ رکھی تھی جو آج ایک گمراہ سوچ کے روپ میں نفل میں نفل ہو گئی ہے۔ روج ذیل اعراب ڈاکٹر محمود الزہار سے حماس کے 21 ویں یوم تائیس کے موقع پر کیا گیا۔ جس میں مصوف نے حماس کی بر جوش کالکت کرتے ہوئے اہم امور کو بیان کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ڈاکٹر صاحب! سب سے پہلے تو ہم آپ کو حماس کے 21 ویں یوم تائیس کے موقع پر مبارکباد پیش کرتے ہیں اور اس حوالے سے پوچھنا چاہیں گے کہ آج سے 20 سال قبل "حماس" کہاں کھڑی تھی اور اب کہاں ہے؟ مختصر آئیے گا کہ تحریک نے کون سے مراحل طے کیے ہیں؟

- تحریک کا آغاز فلسطینی مجر لوگوں نے کیا تھا جو آج انسانوں کا سمندر بن چکی ہے۔ انکشاف اول کے وقت حماس میں شامل افراد کی تعداد صرف ایک ہزار تھی جبکہ آج فلسطین میں 60 فیصد آبادی حماس کی حامی و کارکن ہے۔ شروع میں ذرائع ابلاغ میں حماس کا ذکر تک نہیں آتا تھا لیکن آج اس کے ذکر کے بغیر کسی پینل یا ریڈیو پیشین کا خبر نامہ مکمل نہیں ہوتا۔ حماس کے رہنما غیر معروف تھے آج یہ قیادت عالمی سطح پر چلائی پہچانی جاتی ہے۔ حماس کے نظریات سے کوئی واقف نہیں تھا آج اس کی فکر کا مطالعہ کیا جاتا ہے۔ حماس صرف ایک مزاحمتی تحریک تھی لیکن اب وہ امت مسلمہ کے لیے امید کی کرن بن چکی ہے۔
- ہم حماس نے انتخابات میں حصہ لیا اور حکومت بنائی، تحریک کے لیے ایک اہم سونہ ہے لیکن بعض ناقدین کے خیال میں حماس نے انتخابات میں حصہ لے کر خود کشی کی ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہیں گے؟

● حاس لفظی عوام کی حقیقی آواز ہے۔ حاس اپ بہت بڑی تحریک میں تبدیل ہو چکی ہے جو پوری لفظی اراضی میں پھیل چکی ہے۔ حاس ایک یونیورسٹی ہے، ایک اسکول ہے، ایک سوچ ہے اور ایک ادارہ ہے۔ اس کی ترقی فطری ترقی ہے۔ حاس نے کامیابیاں حاصل کیں تو خالصین کو اس کی کامیابیاں گراں گزریں۔ حاس کی موجودگی میں دوسری جہاتیں سکنا شروع ہوئیں تو حاس کے خلاف گھبرانگ کرنا شروع کر دیا گیا۔ اس کے کارکنان پر تشدد کیا گیا۔ انہیں گرفتار اور شہید کیا گیا۔ ان تمام حالات کے باوجود حاس نے سوچ سمجھ کر انتخابات میں حصہ لیا۔ معلوم تھا کہ ہمیں بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہم نے عوام کی خدمات کی خاطر اور مسئلہ لفظین کی حفاظت کے لیے انتخابات میں حصہ لیا۔ انتخابات میں حصہ لیتا ہمارے لیے بہت بڑا چیلنج تھا۔

☆ حکومت کے تجربے سے آپ نے کیا سیکھا ہے؟

● حماس نے 180 فیصد استفادہ کیا۔ ہم حکومتی اداروں اور وزارتوں میں داخل ہوئے جن کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے تھے۔ اب ہمارے پاس سرکاری افراد ہیں جو ہم سرکاری مشینری کو چلا رہے ہیں۔ ہمارے پاس اب تجربہ ہے۔

☆ مزاحمت اور تعمیری کام میں ربط ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ آپ اس چیلنج کا مقابلہ کرنے میں کس حد تک کامیاب ہوئے ہیں؟

● ہم نے انتظامی امور بڑے شفاف طریقے سے سرانجام دیے ہیں۔ ہم مزاحمت اور انتظامی امور کو ساتھ لے کر چلے ہیں کامیاب ہوئے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ مزاحمت صرف اسلحہ اٹھانے کا نام نہیں ہے بلکہ اسلحہ اٹھانا مزاحمت کا حصہ ہے۔ تحریک کی سوچ انسانوں کے دماغوں میں گھومتی ہے۔ اب یہ سوچائی دی ہے ریڈیو ہے یونیورسٹی ہے اور ادارہ ہے۔ مزاحمت میں بہت تبدیلی آئی ہے۔ پھر سے شروع ہونے والی مزاحمت یزائل تک پہنچ چکی ہے۔ جنگ بندی کے دوران اسرائیلی خلاف ورزیوں کے جواب میں تین ہونی لاکھ کالوں پر 77 ہزار اور 170 راکٹ داغے گئے ہیں۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حماس کی پالیسیوں میں تبدیلی آچکی ہے۔ وہ اپنے عہد سے پھر بجلی ہے؟ آپ اس کا کیا جواب دیں گے؟

● میں یہ پوچھتا چاہوں گا کہ حراس میں کیا تبدیلی واقع ہوئی ہے؟ مزاحمت کی نوعیت میں تبدیلی آئی ہے؟ مزاحمت نے ترقی کی منہ بلیس طے کی ہیں۔ مثال کے طور پر انسان پہلے جانور پر سوار ہوتا تھا پھر اس نے ترقی کی اور بیل گاڑی پر سوار ہوا پھر اس نے ترقی کی اور گاڑی پر سوار ہوا پھر اس نے ترقی کی اور جہاز پر سوار ہوا۔ حراس میں تبدیلی نہیں آئی بلکہ اس نے ترقی کی منہ بلیس طے کی ہیں۔ اگر حراس نے انفریٹ کا استعمال کیا ہے تو یہ تبدیلی نہیں بلکہ ترقی ہے۔

آپ ”ادسوماہرے“ کے تحت بننے والی انٹارنی کا کیوں حصہ بنے؟ آپ حکومت چھوڑ کر صرف مہرجنت پر ہی توجہ کیوں نہیں دیتے؟

● ہمارے بارے میں یہ کہنا کہ ہم کرسی کے طلب گار ہیں یا ایک دھوکا ہے جو فلسطینی عوام کو دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ ہم نے عوام کی خدمت اور فلسطین کی حفاظت کی خاطر کرسی قبول کیا ہے۔ ہم ایک ملک سے دوسرے ملک کا سفر کرتے ہیں اور فلسطینی عوام کی خاطر سرمایہ لاتے ہیں۔ ہم اپنی قوم کے بیٹوں کے لیے سرمایہ لاتے ہیں جس میں ”فلتخ“ کے بیٹے بھی شامل ہیں۔ ہم نے فکھرانوں کی طرح اپنی جیتیں نہیں بھریں۔ مخالفین چاہتے ہیں کہ ہم ختم ہو جاں۔ شیخ احمد یاسین کی زندگی میں انہیں نظر بند رکھا گیا لیکن وہ شہید ہو کر افضل بن گئے۔ عبدالعزیز رحمہی زندگی بھر قید و بند کی مشقتیں کاٹتے رہے لیکن جب وہ اس دنیا سے چلے گئے تو افضل بن گئے۔ میں یہاں قرآن پاک کی آیت کی یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ تمہارا بھلا ہوتا ہے تو ان کو بُرا معلوم ہوتا ہے اور تم پر کوئی مصیبت آتی ہے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔

ہذا حماس کا آپ کسیے تجربہ کریں گے۔ کیا وہ اسلام تحریکوں کے لیے ایک نمونہ ہے جس کے نقش قدم پر چلا جائے؟

• حماس کا تجربہ بڑا کامیاب رہا ہے۔ اس کی دلیل ٹی وی چینلوں پر ہونے والے تجزیے اور اسلامی رہنماؤں کی آراء ہیں۔ سب نے حماس کے تجربے کی تعریف کی ہے۔ حماس نے مشکل حالات میں فلسطینی عوام کی اس طرح قیادت کی جس کی مثال عالم اسلام میں نہیں ملتی۔ حماس نے ایسے مشکل حالات کا سامنا کیا جس کا سامنا کسی اسلامی تحریک نے نہیں کیا ہوگا۔ تمام مشکل حالات اور بڑے بڑے چیلنجز کے باوجود اللہ کے فضل و کرم سے ہم نے بہت کامیابیاں حاصل کی ہیں۔

☆ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حماس کی مقبولیت میں کمی واقع ہوئی ہے حقیقت حال کیا ہے؟

• جب کوئی اس طرح کی بات کرتا ہے تو مجھے بڑی خوشی محسوس ہوتی ہے۔ اگر انتخابات ہوتے ہیں تو ان لوگوں کو خوش چہی دور ہو جائے گی۔ حماس دوبارہ پہلے سے کہیں زیادہ اکثریت سے کامیاب ہوگی کیونکہ ہم نے قوم کو کامیاب پروگرام دیا ہے۔

☆ مصر کی چاشنی میں قاہرہ میں فلسطینی بھائیوں کے درمیان باہمی مذاکرات کی ناکامی کے بعد اب دوبارہ بات چیت کا امکان ہے۔ معاملات کس طرف جارہے ہیں؟

• اس کا کچھ جواب نہیں دیا جاسکتا۔ ہمارے خیال میں باہمی بات چیت کا کوئی قسم البدل نہیں ہے لیکن ہم مغربی کنارے کو ان لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں کیلئے دیں گے جو اسرائیلی اور امریکی دیکھشن لیتے ہیں۔ ہم کسی کو اجازت نہیں دیں گے کہ وہ فلسطین کا کوئی حصہ فروخت کرے۔

☆ حماس کے اسلامی ممالک سے تعلقات کیسے ہیں؟ یورپی ممالک سے بھی حماس کے رابطوں کی خبریں ہیں؟ یورپی ممالک سے تعلقات کی کیا نوعیت ہے؟

• ہم امت مسلمہ کا حصہ ہیں۔ ہمارے یقین ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت حماس کی حامی ہے۔ حماس ایک مقبول تحریک ہے جو مسلمانوں کے مفاد کے لیے لڑ رہی ہے۔ جو فلسطینیوں کی حمایت اور مدد کرتا ہے ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں اور جو دشمنوں کو اپنا ہتھیار کے خلاف کھینچتے ہیں۔ رہا وہ یورپی یونین سے تعلقات کی نوعیت کے متعلق تو بعض یورپی ممالک نے رائے اظہار سے دور کر ہم سے رابطے

ہیں۔ ذرا تلخ اظہار سے دور رہ کر ان کے رابطہ کرنے کی جہاں ممکنہ کا خوف ہے۔ جن یورپی ممالک ہم سے رابطے کیے ہیں وہ ہم سے بات چیت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ہمارا موقف سننا چاہتے ہیں۔ ہر ممالک سے ہماری ملاقاتیں حماس کے مفاد میں تھیں جن کے مثبت نتائج نکل سکتے ہیں۔

☆ منتخب امریکی صدر بارک اوباما کے متعلق حماس کا کیا موقف ہے؟

• میں اس بارے میں کسی تفصیل میں نہیں پڑنا چاہتا۔ بارک اوباما کے متعلق حماس کا انتہائی محتاط موقف ہے۔ ہم ”دیکھو اور انتظام کرو“ کی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں۔ آگے دیکھیں کہ نئی امریکی انتظامیہ کا کیا رویہ ہے؟

☆ کہا جا رہا ہے کہ آج کل حماس کے اسلامی جہاد سے تعلقات سرد پوری کا شکار ہیں۔ اس حوالے سے آپ کیا کہیں گے؟

• آپ کے قول کے برعکس ہمارے اسلامی جہاد سے تعلقات بہت مستحکم ہیں۔ ہمارے درمیان محبت اور احترام کا رشتہ ہے۔ ہمارے تعلقات تمام مزاحمتی گروپوں سے اچھے ہیں۔ حالیہ دنوں میں اسلامی جہاد سے تعلقات میں بعض گرم جوش رہی ہے وہ پہلے بھی نہیں تھی۔

☆ فلسطینی صدر محمود عباس کی اقامت دارا اسرائیل کے درمیان مذاکرات کا انجام کیا ہوگا؟

• مذاکرات فلسطینی صدر کی حکمت عملی ہے۔ مذاکرات کے علاوہ ان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں بچا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ مذاکرات ہدف نہیں ہیں۔ ہمارے خیال میں مذاکرات سے اگر ہدف حاصل نہیں ہوتا تو اسے ترک کر دینا چاہیے۔

☆ مغربی کنارے میں حماس جن حالات سے گزر رہی ہے اس بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

• مجبورہ مغربی کنارے میں حماس کے لیے حقیقت حال بہت تلخ ہے لیکن یہ صورت حال مثبت ہے کیونکہ یوں تو ہمیں ہتھیار اٹھانے اور ناشائے کے کنارے درمیان موازنہ کر لینا ہے۔ جن لوگوں نے مزاحمت ترک کر دی ہے قابض افواج مغربی کنارے کی گاؤں میں ان کو کے سامنے نہیں شہید کر رہی ہے۔ اس میں

طارق کی دعا

علامہ محمد اقبال

طالعہ کی یہ حکیم فاتح اقدس طارق بن زید رحمۃ اللہ علیہ کے مکتوب ہے۔ جسے عہد حاضر میں ارض مقدس
نے تاج مجاہدوں کے لیے پیش کیا جا رہا ہے۔

یہ قاضی ' یہ تیرے پُر اسرار بندے
جنہیں ٹوٹے بختا ہے ذوقِ خدائی
دوہم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی
دو عالم سے کرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز سے لذتِ آشنائی
شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ مشورِ سفائی
ظہاں میں ہے منتظرِ لال کب سے
تپا چاہیے اس کو خونِ عرب سے
کیا ٹوٹے صحرا نشینوں کو یکتا
خبر میں ' فکر میں ' اذانِ سحر میں
طلب جس کی صدیوں سے تھی زندگی کو
وہ مژ اس نے پایا انہی نے جگر میں

”الطریق“ اور شہدائے اقصیٰ بریگیڈ کے لوگ بھی شامل ہیں۔ جن مجاہدین کو غیر مسلح کر دیا گیا ہے وہ یہاں
کاروں کے لیے شکار بن گئے ہیں۔ لائل میں یہودی آباد کار فلسطینیوں کے گھروں کو جلا کر رکھا
رہے ہیں۔ غیر مسلح کیے جانے کا انجام عوام کے سامنے ہے۔
☆ 2008ء کا سال حماس کے لیے کیسا رہا ہے؟

● 2008ء حماس کے لیے بہت سخت تھا لیکن جس قدر مشکلات تھیں اسی قدر حماس کے کارکنوں
حوصلے اور عزم و استقلال کا اضافہ ہوا۔ مستقبل کے حوالے سے بات کی جائے تو مستقبل بد
ہے۔ مستقبل اسلام کا ہے۔ اسلام صرف حماس کا نام نہیں ہے۔ اسلامی بیداری حقیقی بیداری
مسلمانوں کے پاس کرہ ارض کا 27 فیصد حصہ ہے۔ مسلمان دنیا کا تہائی حصہ ہیں۔ سرمایہ دارانہ
نا کام ہو چکا ہے جبکہ آج تک اسلامی نظام کبھی ناکام نہیں ہوا۔



چار قیمتی باتیں

جب شیطان انسان سے چار باتیں سرزد کروادیتا ہے تو کہتا ہے کہ اب مجھ
اس کے علاوہ اور کچھ کروانے کی ضرورت نہیں۔ ① انسان کا تکبر کہ
② اپنے اعمال کو زیادہ سمجھنا ③ اپنے گناہوں کو بھول جانا ④ پیٹ بھر
کھانا۔ یہ آخری خرابی پیٹ بھر کر کھانا سب خرابیوں کی جڑ ہے۔

﴿ملفوظات حضرت فضیل بن عباس رحمۃ اللہ علیہ﴾

ایک دیوارِ گریہ بنائیں کہیں!

اسلام صدیقی

مرزاں صدیقی صاحب ملک عزیز کے معروف و مقبول کالم نگار ہیں۔ صدیقی صاحب کے کالم وقت کی وار اور ملک و ملت کے مفاد میں بڑا دل رکھتے کے غلام ہیں۔ اسلامی عقائد کی سرحدات کی حفاظت ہونا مہاد حق بنائی کا آپریشن ہو سکر انوں کی بے دینی ہو یا مغرب نوازی صدیقی صاحب کالم یکساں حرکت کرتا ہے۔ خط لکھنا نہیں!

قصہ ایلیمس ایک بار پھر عروج پر ہے۔ اسرائیل اپنی تمام تر رعونت اور جدید ترین جنگی مشینری کے ساتھ فلسطین پر حملہ آور ہے۔ غزہ پر اس کا ہدف ایسا "حریف" ہے جو اس کے مقابلے میں نہتا ہونے کی حد تک بے سروسامان ہے اور اسرائیل کو اس کی خبر ہے۔

وہ جانتا ہے کہ 157 اسلامی ممالک کے خود پرست حکمرانوں نے 1.5 ارب سے زائد مسلمانوں کو اکھاڑ دھیر بنا رکھا ہے۔ کوئی چنگاری ملگنی بھی ہے تو استعمار نے یہ کارندے خود ہی اسے بجھانے میں لگ جاتے ہیں۔ شاید انہیں یہ ڈر ہے کہ غیرت و حمیت کے خفتہ جذبات بیدار ہو گئے تو ان کا رخ اپنے شاہان و املاہ کے قلعوں کی طرف بھی مڑ سکتا ہے۔ ایسی لاشعلیٰ اس نوع کی بے نیازی اس انداز کا تقاضا اور اس طرح کی بے حسی کہ سر شرم و دندامت سے جھک جاتا ہے۔

اسلامی کانفرنس نے کسی طرح کی حرکت کو سروری نہ جانا۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل نے ایک ایسی قرارداد منظور کرنا چاہی جس میں اسرائیل کے رویے کی مذمت بھی شامل تھی لیکن امریکہ نے اسے "ویٹو" کر دیا۔ صدر بش نے کمال محنت سے اعلان کیا ہے کہ اسرائیل کو اپنے دفاع کا حق حاصل ہے۔ کنڈالیزا رائس نے "امداد پسند اسرائیل" کے مقابلے میں فلسطینیوں پر انتہا پسندی کا

لکھاؤ در دل سمجھتے ہیں اس کو
ہلاکت نہیں موت ان کی نظر میں
دل مرد مومن میں پھر زندہ کر دے
وہ بجلی کہ تھی نفرت "لائڈز" میں
عزائم کو سینوں میں بیدار کر دے
نگاہ مسلمان کو تلوار کر دے



سات آسمان

- پہلے آسمان کا نام رقیع جوزیزر مرد سے بنا ہے۔
- دوسرے آسمان کا نام ارفلون جو سفید چاندی سے بنا ہے۔
- تیسرے آسمان کا نام قیدوم جو سرخ یا قوت سے بنا ہے۔
- چوتھے آسمان کا نام ماعون جو درۃ انبیس سے بنا ہے۔
- پانچویں آسمان کا نام دبقاء جو سرخ سونے سے بنا ہے۔
- چھٹے آسمان کا نام وفتا جو زرد یا قوت سے بنا ہے۔
- ساتویں آسمان کا نام عروبا جو چمکنے والے نور سے بنا ہے۔

﴿روح البیان، جلد ۱: صفحہ ۹﴾

ایرام لگا دیا ہے۔

جنگ بھڑکی ہوئی ہے۔ شاید اسے جنگ کہنا مناسب نہ ہو کیونکہ یہ صرف اور صرف اسرائیل کی ریاستی دہشت گردی ہے جو فلسطین کی بستیاں خاکستر کر رہی ہے اور معصوم شہریوں کے لبو سے ہولی کھیل رہی ہے۔

غزہ کی پٹی سے اسرائیل اٹلا کوا بھی ایک سال بھی نہیں ہوا کہ وہ ایک بار پھر پورے لاؤنڈر کے ساتھ اس میں در آیا ہے۔ تاہم نہاد اٹلا کے وقت ساری دنیا نے اس کے قصیدے کہے۔ اسے امن و آشتی کا مظہر قرار دیا۔ خود ہمارے جذبات میں بھی اسرائیل دوستی کا ایسا اُبال آیا کہ ہم اپنی روایتی پالیسی کو نظر انداز کر کے اسرائیل پر وداری صحتے ہونے لگے۔ سابق صدر پرویز نے امریکہ جاکر یہودی کانگریس سے خطاب کیا۔ اسرائیل کو تسلیم کرنے کی باتیں ہونے لگیں۔ تعلقات کی استواری کے لیے اپنے دو دو پیچھے کے منصوبے بننے لگے۔ یہ سب کچھ کرتے وقت ہم بھول گئے کہ اسرائیل کے ہتھیار خنجر ہیں۔ اب بھی ابویک رہا ہے۔ وہ اب بھی قبلاً اول کو اپنے منوں قبضے میں لیے بیٹھا ہے اور وہ اب بھی فلسطین کے 75 فیصد علاقے پر تسلط جمائے فلسطینیوں کے لبو سے ہولی کھیل رہا ہے۔

حماس کی کامیابی نے اسرائیل کو جو اس باختہ کر دیا ہے۔ جمہوریت کے پرچم بردار امریکہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے ہیں۔ شہنشاہ عالم نہانہ نے دوسری بار پھر صدارتی الیکشن جیتنے کے بعد "اسٹیل آف دی یونین" خطاب میں مشرق وسطیٰ اور دیگر ممالک میں "فروغ جمہوریت" کو اپنی بالا ترین ترجیح قرار دیا تھا لیکن جہاں جہاں جس جس سطح کے استخبارات کا ناقوس بجا امریکہ کی عملی مخالفت کرنے والے عناصر کو کامیابی حاصل ہوئی۔ فلسطین میں بھی یہی کچھ ہوا۔ حماس کی کامیابی نے اسرائیل اور امریکہ کے خواب چٹنا چور کر دیے۔ اب ان کے منگسار صدر محمود عباس کے لیے یہی صہیونی اور امریکی ایجنڈے پر چٹنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس کا حل یہ سوچا گیا کہ حماس کی حکومت ختم کر دی جائے۔ اس "مقتصد ادنیٰ" کے حصول کے لیے حماس حکومت کو ہر قسم کی مالی امداد منجی کس کا طے شدہ

نہ بھی روک لیا گیا ہے۔

اسرائیل نے ایک منظم منصوبے کے تحت ایسے مقامات کو نشانہ بنایا ہے جو شہری زندگی میں بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ ان تنصیبات کے خاتمے کا مطلب کسی بھی ریاست کو کسی عشرے کے پیچھے دھکیل دینا۔ جان بوجھ کر بلیوں، سرکوں یا پاور پلانٹس، آبی ذخیروں، گڑا سٹیشنوں، سرکاری دفاتر، ہنگامہ گاہوں اہم تنصیبات کو نشانہ بنایا گیا۔ شہری علاقوں پر اندھا دھند بمباری کی گئی۔ ٹینکوں نے مخصوص اہمات کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور دنیا چپ رہی۔

فلسطین اور افغانستان سے شروع ہونے والی جنگ عراق سے آدنی ہوئی لبنان میں داخل ہو گئی ہے۔ شام اس کا اگلا پر داؤ ہے اور پھر عمارت گر کا قلعے امیران کی طرف رخ کرنا چاہتے ہیں۔ "دہشت دی کے خلاف جنگ" اسب واضح طور پر "دہشت گردوں کی جنگ" بنتی جا رہی ہے اور ان دہشت گردوں کا نشانہ صرف وہ مخلوق ہے جس کے لبو کی ہر یونٹ سے "یونے ہمارا" آتی ہے۔ دکھ کا مقام یہ ہے کہ پاکستان سمیت بہت سے اسلامی ممالک بھی اس بے جنگ دنام جنگ کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ امریکہ کی خوشنودی کو انہوں نے زندگی کا بالاترین مقصد بنالیا ہے۔ وہ فلسطین پر اسرائیلی جارحیت کو "تک تک" دیکھ رہے ہیں لیکن صرف مذمت ہونوں پلاتے ہوئے ان کا پتہ پانی جاتا ہے۔ مزاحمت زندہ ہے اور یہ مزاحمت زندہ رہے گی۔ حماس کے مجاہدین کم تر طاقت کے باوجود عالمی فروعوں کی قوت سے گراتے اور ہتھیار آسانی کے ہر کوزندہ رکھتے ہیں۔

دنیا ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہے کہ حق و صداقت نے قوت اور تعداد میں کئی گنا کم ہوتے ہوئے بھی کئی گنا قوی باطل پر غلبہ حاصل کیا۔ اسے حق کے لیے لڑنے والی قوسوں کی جنگ مٹول تو ہو جاتی ہے لیکن حقیقی فتح انھی کے حصے میں آتی ہے۔



تماشا گاہ

اوریا مقبول جان

محترم اوریا مقبول جان صاحب کافی عرصہ سے اہم حکومتی عہدوں پر فائز ہیں۔ مقام سرت ہے کہ حکومت نے ان میں دینی غیرت و حدیث کی شمع ہم نہیں ہونے دی۔ موصوف دین و فقا امت مسلمہ کو درپیش مسائل پر ایسے حکم کو حرکت میں لاتے ہوئے درود میں بیان کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

دنیا بھر سے ایک دفعہ پھر نو نو گرافروں کی سرہ مبینوں اور صحافیوں کے قافلے مل گاہ میں پہنچنے شروع ہو گئے ہیں۔ عمارتوں پر بڑے بڑے انشیا نصب کر دیے گئے ہیں۔ طاقت و دگر سے دور سے گرنے والے ہوں اور ہونے والی جاہی کو ظلم ہے ہیں۔ گلیوں میں کندھوں پر کیمبرے اٹھائے نو نو گرافر کسی یادگار منظر کی تلاش میں ہیں۔ بچنا کو لٹا کر اور دروازے گھیر منظر ہو گا انتہائی زیادہ جاذب نظر منظر ہے گا اور اخبار میں بہتر جگہ کی قیمت پائے گا۔ یہ تماشا گاہ دو دو گجٹی ہے اور دروازوں اور ٹیلی ویژن اسکرینوں پر یہ منظر دیکھ کر کچھ دیر گم سمہ رہتے ہیں۔ بلکہ سا تبھرہ کرتے ہیں اور پھر چین کی نیند سو جاتے ہیں۔

گزشتہ تیس سالوں کی اس تصویریری فرائش میں بڑی نادر روزگار تصاویر ملیں گی۔ آگ اگلنے ٹیکوں کی تصویریں، گلیوں میں بھاگتے نو جوانوں اور بچوں کی تصویریں جو ہاتھوں میں پتھر اٹھائے ان ٹیکوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

وہ تصویریں کی ایک قطار تو سب کے ذہن میں ہو گی جس میں ایک بچہ اپنے باپ کی گود میں سہا ہوا ہے اور سرائیکی سپاہی کو ٹیوں کی بوچھاڑ کر رہے ہیں۔ دوسری تصویر میں چرخہ خوف سے باپ کی گود میں مزید سمٹ گیا ہے۔ تیسری تصویر میں بچہ گولی سے زخمی ہے اور آخر میں بچہ کی لاش باپ کی گود میں پڑی ہے۔

1974ء میں لیٹان کے مسلمانوں پر فاسطوں اور نیپام حملوں میں اذیت ناک موت مرے ہوں لی تصاویر شاید آج بھی اخبارات کی فائوں میں موجود ہوں۔ انہی سالوں میں 2 لاکھ 50 ہزار لمبانوں کو اپنا بچا بچا کچا سامان کندھوں پر اٹھائے مہاجر کیمپوں کی طرف ہجرت کرتے ہوئے آئیں مرے کی آنکھوں نے دیکھا اور محفوظ کیا ہے اور پھر سب سے پہلے 1975ء میں ان کیمپوں پر ایک فوج 30 اسرائیلی طیاروں نے مشترکہ حملہ کیا۔ آسمان تاریک ہو گیا اور لوگ خاک و خون میں اپنے گئے۔

یہ منظر دنیا بھر کے اخبارات کے نو نو گرافروں کے لیے ایک ایڈ و پٹر کا ذریعہ بنے۔ 16 سے 11 دسمبر 1982ء کے صابرہ اور شکیلہ کیمپوں پر حملے تو تاریخ کا وہ سیاہ ترین باب ہے جس پر صحافیوں نے مضامین تحریر کیے۔ ان 200 مرد و عورتوں اور بچوں کی تصویریں جہاں جیسے وہ ایک مدینہ میں پڑے ہوں اور پھر کی نو نو گرافر حضرات اور صحافیوں نے اس کے صلے میں انعام و اکرام بھی حاصل کیے۔

یوں لگتا ہے فلسطین بھی ایک تماشا گاہ ہے جس میں مختلف دقوں کے بعد ایک کھیل اٹیج ہوتا ہے۔ اس میں ایک ظالم ہے اور دوسرا مظلوم۔ ظالم کو اس دنیا کی سپر پاور اس ”کھیل“ کا خرچہ فراہم کرتی ہے اور اس کھیل میں اس کے اندر کام کرنے والوں کو ہر طرح کی سہولت فراہم کرتی ہے اور ان کا تحفظ کرتی ہے۔ کبھی کسی نے سوچا کہ اس کریمہ المنظر معاشرے میں سچے والے کھیل کا جس میں مرنے والے حقیقی طور پر اپنی جان سے جاتے ہیں اس کا پروڈیوسر کون ہے جو پروڈے کے پیچھے بیٹھا ہے؟ آئیے! پروڈے کے پیچھے بیٹھے جیسے جیسے اور انسانی حقوق کے علمبردار ملک کا چہرہ رہا میں اور اس سارے قماشے میں عوامی احاطہ اور فنی و مالی ذمہ داری اٹھاؤں گا نہیں۔

اکتوبر 1973ء کی عرب اسرائیلی جنگ

برتری حاصل ہوئی تو امریکہ نے اس تماشا گاہ کو جانے اور آباد کرنے کا ذمہ اٹھایا۔ اس وقت سے لے کر آج تک امریکہ اسرائیل کو 140 ارب روپے کی فوجی امداد دے چکا ہے۔ اسرائیل ہر سال 13 ارب ڈالر براہ راست امداد دیتی جاتی ہے جو 500 سوڈانی اسرائیلی فی سال ہے جس میں کبھی کوئی نہیں ہوتی پوری دنیا میں امریکی امداد سے ماہی اقباط میں ہوتی ہے۔ جبکہ اسرائیل کو سال کے آغاز میں ہی پوری رقم دے دی جاتی ہے جسے وہ امریکہ ہی کے بینکوں میں رکھ کر رکھتا ہے اور اسی امداد کو دینی کر لیتا ہے۔ دنیا میں جس کو بھی فوجی امداد دی گئی اسے اسلحہ خریدنے کے لیے امریکہ کی مارکیٹ کی پابندی ہے جب کہ اسرائیل اس میں خود مختار ہے۔ یہ دنیا کا واحد ملک ہے جس سے امداد کا حساب نہیں مانگا جاتا۔

اسرائیل کو امریکہ نے 3 ارب ڈالر دیے تاکہ وہ اپنا ہتھیاروں کا ایک سسٹم بنالے اور اسے بلیک ہاک ہیلی کاپٹر اور F-16 کی ٹیکنالوجی منتقل کی۔ دنیا بھر میں نیٹو (NATO) اتحادیوں کا بڑا تذکرہ کیا جاتا ہے۔ ان کو ہرمیدان میں قربانی کا بکرا بنایا جاتا ہے لیکن ان تمام ممالک کو امریکہ کے جاسوسی نظام تک رسائی نہیں۔ دنیا کا واحد ملک اسرائیل ہے جسے امریکہ کے دفاعی جاسوسی نظام اور اس کی ایجنسیوں تک رسائی ہے۔

اب ذرا عالمی سطح پر اس تماشا گاہ کے بڑے ظالم (اسرائیل) کی پشت پناہی کا عالم دیکھیے۔ 1982ء سے لے کر آج تک جب کبھی اسرائیل کی جارحیت کی دنیا کے ممالک نے سیکورٹی کونسل میں آواز اٹھائی تو امریکہ نے ان ممالک کی قراردادوں کو مختلف اوقات میں ویٹو کر دیا تاکہ کوئی ملک برستی گولیوں اور بموں کی بو پھماڑ میں مظلوموں کی مدد کو نہ جاسکے۔ جب بھی کسی امریکہ کو اس علاقے میں اپنی جنگ لڑنا پڑی اس کے لیے اسرائیل کی زمین استعمال نہ کی گئی تاکہ یہ تماشا گاہ سراسر رہے۔

پہلی عراق جنگ میں بھی مسلمانوں کے ملک اپنی غیرت و حیثیت بچ کر اڑے دیئے گئے اور دوسری عراق جنگ میں بھی انہیں تنگ ملک و ملت ہمارے ملک امریکی سپاہیوں کو اپنی سرزمین سے مسلمانوں کا خون بہانے کا لائسنس دیا۔

یہ تماشا گاہ پھر بج گئی ہے۔ پھر نے مظفری دی اسکرین اور اخبارات کی زینت بنیں گی۔ لوگ صحافیوں کی کاوشوں سے متاثر ہوں گے اور انہیں واویں گے۔ لیکن کوئی اس کشمکش میں یہ سوال نہیں کرتا کہ ہمارے بچے ہمارے سامنے قتل کر کے ہمیں دکھاتے ہو اور ہم سے داد بھی چاہتے ہو؟ لیکن کیا کریں آج بھی شاہد ایسا ہی ہو۔ پروڈیوسر نے پڑوسیوں کو خرید لیا ہے جو اس تماشا گاہ کو قریب سے برہادر سکتے تھے۔

مصر اور اردن امن کی باتیں کر رہے ہیں جبکہ فلسطین میں حماس اور لبنان میں حزب اللہ اپنے پیاروں کی لاشیں اٹھا رہے ہیں۔ الہی! ہم کتنے بے حس اور مردہ روح لوگ ہیں؟ روز مرنے والوں کی تصویریں دیکھتے ہیں، غلیں ملاحظہ کرتے ہیں، تبصرہ کرتے ہیں، بیان دیتے ہیں اور چین کی ٹینڈو جاتے ہیں۔ ایسا تو پرندے بھی نہیں کرتے۔ کوئی کو ازخفی ہو کر کسی شخص کے ہاتھ ہی آجائے تو سارے کوئے آسمان زمین اور پتھروں پر جمع ہو کر ”کانیں کانیں“ کر کے آسمان سر پر اٹھالیتے ہیں جیتے ہیں، چلاتے ہیں۔ لیکن کیا کریں جن آنکھوں پر ڈالروں کی پٹیاں اور منہ میں سکوں کی تھیلیاں بھری ہوں وہ ایسے ہی تماشا گاہ کے سامنے کھڑے تماشا دیکھتے ہیں، واویلیتے ہیں اور پھر ایک وقت ایسا بھی آ جاتا ہے جب خود تماشا بن جاتے ہیں۔



عالم اسلام کی برہم جی

آج کل مسلمان پوری دنیا میں بے بسی کے عالم میں ہے اور مظلومیت و حکومت کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ کفر ملاحہ واحد ہو کر مسلمانوں پر ٹوٹ چلا ہے۔ جو بظاہر غلامی کی جھلکوں سے آزاد ہیں، جن ان کی طرف بھی ہولے ہولے اپنے قدم اٹھاتا اور ان پر پنجے گاڑنے کی کوشش کرتا نظر آتا ہے۔

ان حالات کو دیکھ کر تصور کی نگاہ کو اسلام کا ابتدائی دور نظر آتا ہے اور اس زمانے کے احوال متقل و شعور میں گردش کرنے لگتے ہیں۔ جو ذاتی دلوں کی دیراں کھینچاں سیراب کرنے اور گھپ اند میر۔ میں روشنی پیدا کرنے کے لیے جھوٹ ہوئی تھی ان کے اس قول "بہد اسلام خربہ و سیمود کھما بد" کے کثرت پر واضح ہو کر سامنے آ جاتی ہے اور یہ حدیث شریف 14 صدیاں گزرنے کے بعد بھی اپنے کہنے والے پر صاحب مجرہ اور سچا رسول ہونے کی دلیل پیش کرتی ہے۔

اسلام کے ابتدائی دور میں بھی جب کوئی بتوں کی پوجا سے توبہ کر کے صرف ایک اللہ کی عبادت کرنے لگتا تھا تو ابوجہل جیسے دہندے اس پر ٹوٹ چڑتے تھے۔ اس کو گھر سے نکالتے اور تم حم۔ مظالم و حاکم اپنے دل کی جھڑا نکالتے تھے۔ آج بھی اگر کوئی رلم بزل کے ساتھ اپنا تعلق بدلتا ہے تو اس کا سر جینا جاتا ہے اور اس پر ظلم و تشدد کیا جاتا ہے۔ اس وقت بھی اگر کوئی ادیان باطلہ سے تالا ہو کر دین اسلام کو اختیار کرتا تھا تو اس کو "صابی" کہہ کر پکارتے اور حقارت کی نظر سے دیکھتے تھے آج بھی اگر کوئی دین اسلام پر اچھی طرح ممل پورا ہوتا ہے تو اس کو دہشت گردا بننا پند اور دہشت پسند کہا جاتا ہے۔ البتہ اس وقت مسلمانوں کی تعداد آٹنے میں ملک کے برابر تھی جبکہ آج مسلمانوں کی

حدود 1.5 ارب سے بڑھ کر ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے پاس وسائل نہیں تھے فقر و فاقہ کی زندگی اڑتے تھے جبکہ آج مسلمانوں کے پاس مال و دولت کی ریل پیل ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے ایمانی غیرت تھی جبکہ آج مسلمانوں کے اندر ایمانی غیرت اور دینی حسیت خفا ہو چکی ہے۔ اس وقت مسلمان اپنی زندگی کو رسول اللہ ﷺ کی زندگی کے سانچے میں ڈھالے ہوئے تھے جبکہ آج مسلمان نبی پاک ﷺ کی سنتوں پر عمل کرنے میں شرم محسوس کرتا ہے۔ اس وقت مسلمان غیروں کی لی کو اپنی ایمانی غیرت کے خلاف سمجھتے تھے جبکہ آج مسلمان یورپ کی تقلید پر فخر محسوس کر رہا ہے۔ اس وقت مسلمان خدا و علی الکفسار و حماء بہنم کے حقیقی صدق تھے جبکہ آج مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے لیے سخت اور کفار کے معاملے میں نرم گوشہ اختیار کرتا ہے۔ غرض یہ کہ اس وقت مسلمانوں میں جو اوصاف پائے جاتے تھے ان کا عشر عشر بھی آج کے مسلمانوں میں نہیں رہا۔

آج مسلمان تن آسانی کی طرف مائل اور انتہائی غفلت کی زندگی گزارنے کا عادی ہو گیا ہے۔ شہین کے اندر حالیہ مصلوں میں شہید ہونے والوں کی تعداد 1400 سے تجاوز کر چکی ہے۔ بے قصور ہارنر سے اور عورتیں گولہ بارود کی زد میں آ کر اپنی قیمتی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں ہیں۔ بیبیوں اپنے اعضاء سے محروم ہو کر پوری زندگی کیلئے معذور بننے جا رہے ہیں لیکن اسرائیلی دہندے اپنی ہارنریوں سے باز آنے کی بجائے فلسطینیوں کی نعشوں پر فتح کاوشیاں نہر قس کر رہے ہیں۔

اس کی بات ہے کہ 156 اسلامی ممالک کے سامنے یہ سب کچھ ہو رہا ہے لیکن سب خاموش مائل بنے دیکھ رہے ہیں اور کوئی بھی بیہودی مظالم کے خلاف آواز اٹھانے کی زحمت نہیں کر رہا۔ یہ اقوام متحدہ میں جنگ بندی کی قرارداد پیش کر کے فرض کفایہ ادا کرنے کی کوشش کی لیکن یہ مطالبہ کے اعتراض پر اس کو مسترد کر دیا گیا اور اس پر اسے ٹھانڈی دہن کی۔

قیامت یہودیوں کے دلوں میں مسلمانوں کے نفسانہ فتنہ واد مسلمانوں کے خلاف

ان کی چھپی سادشیں بے نقاب ہو کر سامنے آ رہی ہیں۔ یہودیوں نے عالمی سطح پر مسلمانوں کے خلاف سادشیں تیز کر دی ہیں لیکن مسلمان اب بھی خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہے ہیں۔ یہودیوں کے بغض اور ان کی عداوت کا اندازہ آپ اس سے لگا سکتے ہیں کہ حالیہ دنوں میں اسرائیل نے فلسطین پر اس وقت حملہ کیا جب دونوں کے درمیان جنگ بندی کا معاہدہ ختم ہوا۔ جسٹے کے لیے اس وقت کو متعین کرنے کا مقصد یہ تھا کہ معاہدہ میں مزید توسیع نہ ہو سکے اور اسرائیل فلسطین کے مسلمانوں کو جلد از جلد صفحہ ہستی سے مٹانے میں کامیاب ہو سکے۔ یہود اپنے مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے صرف فلسطین ہی پر ظلم و تشدد نہیں کر رہے بلکہ عالمی سطح پر مسلمانوں کو ختم کرنے کا خواب بھی دیکھ رہے ہیں۔ آجستہ آجستہ یہ تجزیہ بھی صحیح ثابت ہوتا جا رہا ہے کہ مبنی واقعہ میں یہودیوں کی بدنام فرماندہ انجینیئر "موسا ڈیلموٹ" ہے اور بھارت کو یہ بات بخوبی معلوم ہے لیکن بھارت عالم کفر کو اپنے ساتھ ملا کر پاکستان کے ساتھ وہ سلوک کرنا چاہتا ہے جو اس وقت اسرائیل فلسطین کے ساتھ کر رہا ہے اور یہی یہودی انجینیئر "موسا" کا اولین مقصد ہے۔

اب مسلمانوں کے بیدار ہونے کا وقت آ گیا ہے۔ تقدیر کا قاضی ان کی جدوجہد کا منتظر ہے۔ مسلم حکمران اب بھی اگر کھٹکھٹولے کی بجائے عیش پرستی میں مجور ہے اپنے بیکہ خاک میں جان ہوا کرنے کی بجائے خواب غفلت کے مزے لوٹنے رہے تو ایک دن کسی بدخواہ کا ہتھکڑیاں تین سکتے ہیں۔ آپس میں اتفاق و اتحاد کر کے ہر طاقت بننے کی بجائے امریکہ سے تعاون کی امید رکھنا بھوکے کتے سے پڑی مانگنے کے مترادف ہوگا۔



رواد

جدان نبیا، فیصل اللہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دربارک کے فرو کیا نام نہروں

کرم ان نام نہروں تھا۔

مکتوب گرامی

روح ذیل مکتوب انٹرنیٹ سے لیا گیا ہے جو ایک فلسطینی بین نے خواب غفلت میں سست اپنے مسلمان بھائیوں کے نام لکھا ہے جو کسی صلاح الدین ابو ابی اور محمد بن قاسم کی منتظر ہے لیکن...

میرے مسلمان بھائیو

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

میں غرہ بالکل جھوڑا نہیں چاہتی۔ سوائے چند خاص موقعوں کے مجھے جنگی طیاروں کی آوازوں اور میزائلوں کے حملوں نے خوفزدہ نہیں کیا۔ مجھے میرے گھر کی تباہی نے رونے پر مجبور نہیں کیا۔ سروین بادش والی راتوں نے بھی مجھے غم سے طحال نہیں کیا۔ ہاں! میرے معصوم ننھے ننھے بچوں کی ہولناکی وہ سے پیچ و پکار نے مجھے غرہ سے نکلنے پر مضبور مجبور کیا۔ میرے شوہر اور میرے خاندان سے بیکری افراد بھی اس سببونی بربریت کی سمیٹ چڑھ گئے ہیں۔

میرے مسلمان بھائیو! ظلمیان رکھو غرہ خیریت سے ہے۔ اس لیے غرہ کی ماؤں نے اپنے بچے کو گلوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں لڑنے کے لیے بھیج دیا ہے۔ قسم بخدا وہ اپنے خاص لوگوں کو ہی جہاد کے لیے منتخب فرماتا ہے تاکہ وہ دنیا و آخرت کے بلند درجوں کو پالیں۔ الحمد للہ! ہمارا اللہ تعالیٰ ہر مشکل بھروسہ اور ہم اس کے شکر گزار ہیں کہ اس نے ہم میں سے بہت سے لوگوں کو مصیبت شہادت عطا فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ہمت اور تلقین دی ہے کہ ہم یہود و ناز سے محاربہ کریں اور انہیں ذلیل و خوار کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے بیکہ بیکہ ہم سے لڑنے میں عزت بخشی ہے۔ اس نے

ہماری جانوں؟ مالوں اور کھیتوں کے ذریعے ادنیٰ ترین امتحان میں آزمایا ہے۔ اللہ رب العزت نے ہمیں اپنے گھروں سے نکال کر ”ہجرت“ کا اعزاز بخشا اور ہمیں اپنی راہ میں پہرہ داری کی عظیم خدمت عطا کی ہے۔

اے فرزندان اسلام! آپ لوگ اہل فلسطین کے حق میں جو آواز بلند کر رہے ہیں اس نے ہم مظلوموں کی ڈھارس بندھادی ہے۔ ہمیں آپ بھائیوں کی اپنے حق میں آوازیں صہیونیٹیاریوں — بھی زیادہ بلند محسوس ہوتی ہیں۔ اسے حریم شریفین کے پاسیو! اے غیور مسلمان بھائیو! ہمیں بتاؤ آخر ہمارا کیا قصور ہے کہ آئے روز ہمارے انہوں کو ہم سے جدا کر دیا جاتا ہے۔ ہماری عصمت دربی کی چائی ہے۔ ہمارے بنیادی حقوق سلب کر لیے جاتے ہیں اور ہمیں گھر سے بے گھر کر دیا جاتا ہے؟ ہمیں کس گناہ اور جرم کی سزا دی جارہی ہے؟ کیا آج تم میں کوئی صلاح الدین ایوبی طارق بن زیاد محمود غزنوی اور محمد بن قاسم نہیں جو ہمیں یہود و ہنود کے ناپاک شکنجوں سے آزاد کر دے؟ کیا آپ کی ہمارے لیے مدد صرف مظاہر و تنک لٹ محدود ہے؟ خدا را جاگو! جاگو! اس وقت سے پہلے جب یہ ظلم کی آگ تمہارے گھروں تک پہنچے اور صہیونی رندوں کے نوٹ تمہارے مقدس مقامات روندتے ہوئے تمہاری ویلیز پر ہوں۔ جاگو! اس وقت سے پہلے جب تمہاری ماں بہن اور بیٹی کی پاکیزہ چادریں تار تار کر دی جائیں۔ جاگو! اس وقت سے پہلے جب تمہارے گھر کے کھڑوں کو چوک چوراہوں میں خاک و خون میں تڑپایا جائے۔ جاگو! اس وقت سے پہلے جب تمہارا سر مایہ حیات تم سے چھین لیا جائے۔ خدا را جاگو! اس وقت سے پہلے جب روں محمدی تمہارے جسم و جان سے نکال لی جائے۔۔۔۔۔

والسلام

آپ کی مظلوم بہن



اے لہو رنگ فلسطین

سید احمد

تری تاریخ کے ہر باب عزیمت کو سلام
خوں سے لکھی ہوئی اک اک عبارت کو سلام

جذبہ حریت و شوق شہادت کو سلام
اے لہو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

جو ترے جذبہ ایشار کو مہمیز کرے
تیری رفتار سیر رزم دفا تیز کرے

میری جانب سے ہر اُس سبک ملامت کو سلام
اے لہو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

تو ہے اُس قوم کی زُبد جس کی نہ ہوئی
غیر تو غیر ہیں خود اپنے نبی کی نہ ہوئی

ایسی ہستی کے مقابل تری رفعت کو سلام
اے لہو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

جس کے دل میں ہو ہمہ وقت فلسطین کا درد
درد دنیا کا نہیں ہے بخدا دین کا درد

میں لیا کرتا ہوں اس نے رخِ نصرت کو سلام
اے لہو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

راہ حق میں جو غلبوں کا اثر جانتی ہے
ہو کے بے قیغ جولنے کا بھر جانتی ہے

ایسی پکار جوانی کی فراست کو سلام
اے لبو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

بھائی کی لاش سے لپٹی ہوئی بہنوں کو ٹوہ
بیویوں، بیٹیوں، بہوؤں کو ہوشاباش مزید

سکیاں بھرتی ہوئی ماؤں کی ہمت کو سلام
اے لبو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

ٹینک کے آگے جو پتھر لیے ڈٹ جاتے ہیں
قوم کی عزت و ناموس پہ کٹ جاتے ہیں

ایسے بچوں میں نہاں عزم شجاعت کو سلام
اے لبو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

خون شہداء سے جو تاریخ لکھی جاتی ہے
وہ بعد شوق فرشتوں میں پڑھی جاتی ہے

قطرہ خون شہادت تری حرمت کو سلام
اے لبو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

چیش کرتا ہوں تری فکر کی ندرت کو سلام
اے لبو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

خون سے لکھی ہوئی اک اک عبارت کو سلام
اے لبو رنگ فلسطین تری عظمت کو سلام

اے لبو رنگ فلسطین

1953ء کی تحریک ختم نبوت میں اہلسنت کے کن دو علماء کو پچاسی کی سرانٹائی گئی؟

2. مرزا غلام قادیانی کن بیماریوں میں مبتلا تھا؟

3. 1974ء کی تحریک ختم نبوت کے نتیجے میں آئین پاکستان میں کتنی ترمیم کی گئی؟

4. نوٹ: درست جوابات دینے والے خوش نصیبوں کو انعامی رقم 4064370-0321

5. جواب نوٹ کروائیں صرف صبرتا مغرب

گزشتہ شمارے کے انعامی مقابلے کے جوابات

1. مدنی نبوت اسود غنی کو صحابی رسول حضرت فیروز دہلی رضی اللہ عنہ نے واصل چہنم کیا۔

2. زعمہ دلائل لا ہور نے جتنی قادیان غلام قادیانی کی لاش کو کوڑا کرکٹ اور غلطائیت پھینکتے ہوئے الوداع کیا۔

3. تاجدار گولڑہ حضرت حمزہ سید مہر علی شاہ گولڑہ دی رحمۃ اللہ علیہ مرزا قادیانی کا مناظرہ و مباحلہ کا نتیجہ قبول فرماتے ہوئے بادشاہی مسجد لاہور تشریف لائے لیکن انگریزی بولا (مرزا قادیانی) رونو چکر ہو گیا۔

4. قادیانیت اسلامیت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کے لیے قومی اسمبلی میں امت مسلمہ کی جانب سے قرارداد پیش کی۔

5. درست جوابات دینے والے خوش نصیب

6. اہل خانہ راہ لہی کی بہیمانہ فیمل آباد حقیق احمد لاہور جانا محمد صدیق لاہور

ہیں۔ واضح رہے کہ اسرائیل میں ہر بالغ مرد و عورت پر فوجی خدمات مقرر مدت تک انجام دینا لازمی ہے۔

اس کے بعد 16 اکتوبر اور 17 اکتوبر کو روزنامہ ”نوائے وقت“ میں اس خبر پر مختلف انداز میں تبصرہ بھی کیا گیا۔ 16 اکتوبر کے ایڈیٹر ریل میں لکھا گیا کہ ”ایک برطانوی اخبار کی رپورٹ کے مطابق پاکستان سے تعلق رکھنے والے 600 سے زائد قادیانی اسرائیل فوج میں بھرتی ہو چکے ہیں اور مختلف عہدوں پر رضا کارانہ خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

اسرائیلی وینس فورسز کے ترجمان نے اس کی تصدیق کرتے ہوئے وضاحت کی ہے کہ مختلف مذاہب، ممالک اور معاشرتی پس منظر سے تعلق رکھنے والے افراد اسرائیلی فوج میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ”لندن پوسٹ“ میں شائع ہونے والی اس رپورٹ میں یہ عکاشاف بھی کیا گیا ہے کہ پاکستان، بھارت کا کل جنگ کے دوران قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد نے ہماری مقدار میں چندہ جمع کر کے بھارت کو عطیہ دیا تھا۔ اگر اس رپورٹ کے مندرجات درست ہیں تو یہ انتہائی تشویشناک صورتحال ہے جس کی حکومت کو اعلیٰ سطح پر فوری تحقیقات کرانی چاہیے۔ پاکستان کے شہری قادیانیوں کا اسرائیلی فوج میں بھرتی ہونا اس پاکستان دشمن ملک کو پاکستان کی سالمیت پر وار کرنے کا نادر موقع فراہم کرنے کے مترادف ہے۔ اگر قادیانیوں سے متعلق اس معاملہ میں موجود حکومت کا کوئی عمل نہیں ہے جس کی نشاندہی برطانوی اخبار میں شائع ہونے والی رپورٹ سے بھی ہوتی ہے تو ملکی سالمیت کے حوالے سے اس سے زیادہ تشویشناک اور کوئی بات نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ہر محبت وطن کی خواہش ہے کہ حکومت کو اس رپورٹ کا باریک بینی سے مشاہدہ کر کے اپنے موقف سے آگاہ کرنا چاہیے۔

اس رپورٹ کے منظر عام پر آنے کے بعد قادیانی حلقوں میں کھلبلی مچ گئی ہے اور وہ ان حقائق کو اپنی باطل تاویلات کے دیڑھے پردوں میں چھپانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جگہ کے منہری موتیوں کو جھوٹ

کے عسکری غاروں میں چھپا دینا ان کے گرد و زلزلہ امجد قادیانی سے لے کر ایک عام قادیانی تک سب آتا ہے۔

قادیانیوں کے رسالے ہفت روزہ ”لابور“ میں 18 اکتوبر 2008ء کے شمارے میں ان واضح حقائق سے صاف انکار کرنے کی کوشش کی گئی۔ سطور سطور پر لکھا ہے کہ:

”اگرچہ نوائے وقت کی پیشانی پر تو یہ لکھا ہے کہ بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کھڑے ہیں۔ یہ تو اسی وقت ممکن ہے جب جہاد کرنے والا جگہ بولے اور پورا تو لے۔ نوائے وقت اس مفروضہ۔ کتاب کی طرف یہ بیان منسوب کرتا ہے کہ 1972ء تک اسرائیلی فوج میں 600 پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں۔ ہم نوائے وقت سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اس جھوٹ کو 100 پر تقسیم کر لے صرف 16 احمدی پاکستانی اسرائیلی فوج میں ہونے کا ثبوت پیش کر دے۔ ذرا آگے چل کر اس قادیانی رسالے میں یہ بھی لکھا ہے کہ ”نوائے وقت آج کل جماعت احمدیہ کے خلاف فحش پروپیگنڈے میں مصروف ہے اور یہ ثابت کرنا چاہتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی دو قبی اسرائیل سے ہے جسے عالم اسلام اچھا نہیں سمجھتا۔ بہت پرانا الزام ہے جو بار بار لگا گیا لیکن آج تک ثابت نہیں ہو سکا۔“

قادیانی کالم نگار کی یہ بات پڑھنے کے بعد ہم اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتے ہیں؟ لعلیہ اللہ علیہ السکا ذہین ہے اس قادیانی کالم نگار سے کوئی پوچھے کہ کیا تمہارے کہنے سے ایک ثابت شدہ حقیقت جھوٹ میں بدل سکتی ہے؟ آقا قبا کی کریم اپنی پوری آپ و تاب کے ساتھ بزمِ مستی کو منور کر رہی ہوں اور تم کو کہہ نہیں نہیں اس وقت تو رات کی کالی دیوی نے اپنے پر پھیلائے ہوئے ٹپس اور ہر طرف اندھیرا ہے۔ ایسی صورت میں لوگوں کو حق پہنچانا ہے کہ وہ تمہیں پاگل کہیں۔

تم قادیانی تو یہ بھی کہتے ہو کہ تمہارا مرزا قادیانی نہ شراب پیتا تھا نہ ذرا نہ کرتا تھا؟ خدا کی قسم تمہارا خدا نہ تھا؟ نہ پوری کرتا تھا؟ نہ عین کے خنڈ اٹنے بند کرتا تھا؟ نہ لانے جوت پہنتا تھا؟ نہ مراقی تھا؟ نہ جھوٹا تھا اور نہ گالیاں لگاتا تھا؟ یہ الزامات ہیں جو جماعت نہیں لیکن جب یہی باتیں تمہیں تمہارے

مرز سے قادیانی 'اس کے بیٹوں اور دیگر قادیانیوں کی صدقہ کتب کے حوالے سے دکھائی جاتی ہیں تو تم پھر بھی سامنے کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ دراصل تمہارے کاون' آنکھوں اور دل دو باغ پر اللہ کی طرف سے ہمیں لگ چکی ہیں کہ تم سب کچھ دیکھنے اور سننے کے بعد بھی حق نہیں سمجھتے۔ اسرائیل میں قادیانی مشن:

دوست محمد شاہ قادیانی کی کتاب تاریخ احمدیت کے مطابق فلسطین میں یہودی ریاست (اسرائیل) کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اور بعد میں یہ خطہ قادیانیوں کی خصوصی دلچسپیوں کا مرکز بنا اور قادیانیوں کے مبلغ باقاعدہ وہاں اپنی اردہ اوی سرگرمیوں میں مشغول رہے۔ اللہ دتہ چاندھری، محمد سلیم چوہدری، محمد شریف، نور احمد، مسز شید احمد چغتائی جیسے معروف قادیانی مبلغ تبلیغ کے نام پر عربوں کو گھوم بنانے کی مذموم سازشیں کرتے رہے۔ 1932ء میں خلیفہ قادیان مرزا ابوالدین محمود نے اپنے استعماری صہیونی مقاصد کے لیے اس تحریک کی بنیاد رکھی اور جماعت سے سیاسی مقاصد کے لیے اس تحریک کے لیے بڑی رقم کا مطالبہ کیا۔

سر ظفر اللہ خان قادیانی کا اعتراف:

غدار اسلام، غدار وطن قادیانی جماعت کے سرکردہ راجہا اور پاکستان کے سابق وزیر خارجہ چوہدری ظفر اللہ خان قادیانی نے آتش کشاں لاہور کو ایک تعصیلی انٹرویو دیا۔ اسرائیل میں قادیانی مشن کے بارے میں ان سے چند سوال کیے گئے۔ جن سے اسرائیل میں قادیانی مشن کی حقیقت مٹت اذہام ہوئی۔ ملاحظہ فرمائیں

● یہ بات عام ہے کہ آپ لوگ اسرائیل کے جاسوس ہیں اور آپ کا وہاں پر مشن موجود ہے؟

میں ہاں ہے ہمارا وہاں مشن لیکن وہ اسرائیل کے قائم ہونے سے بدقول پہلے سے ہے۔ اسرائیل کی ریاست کے قیام کے وقت اسرائیل کی حدود کے اندر ایک خاص تعداد مسلمان اور عیسائی عربوں کی تھی جن میں بعض تو اپنا وطن ترک کر کے ساتھ کے عرب ممالک میں منتقل ہو گئے اور بعض وہیں مقیم

رہے۔ ہماری جماعت میں سے بعض اسرائیل کی حدود میں آئے۔ ہمیں معلوم ہے کہ یہ بھی اسرائیل کے لیے تیار نہیں ہوتے۔ دراصل تمہارے کاون' آنکھوں اور دل دو باغ پر اللہ کی طرف سے ہمیں لگ چکی ہیں کہ تم سب کچھ دیکھنے اور سننے کے بعد بھی حق نہیں سمجھتے۔ اسرائیل میں قادیانی مشن:

دوست محمد شاہ قادیانی کی کتاب تاریخ احمدیت کے مطابق فلسطین میں یہودی ریاست (اسرائیل) کے معرض وجود میں آنے سے پہلے اور بعد میں یہ خطہ قادیانیوں کی خصوصی دلچسپیوں کا مرکز بنا اور قادیانیوں کے مبلغ باقاعدہ وہاں اپنی اردہ اوی سرگرمیوں میں مشغول رہے۔ اللہ دتہ چاندھری، محمد سلیم چوہدری، محمد شریف، نور احمد، مسز شید احمد چغتائی جیسے معروف قادیانی مبلغ تبلیغ کے نام پر عربوں کو گھوم بنانے کی مذموم سازشیں کرتے رہے۔ 1932ء میں خلیفہ قادیان مرزا ابوالدین محمود نے اپنے استعماری صہیونی مقاصد کے لیے اس تحریک کی بنیاد رکھی اور جماعت سے سیاسی مقاصد کے لیے بڑی رقم کا مطالبہ کیا۔

اسرائیل میں قادیانی مشن کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ پاکستان کی اندرونی سیاست کے راز لے جائیں۔ پاکستان کے ایسی راز لے جانے والے جاسوس اور اس پاک وطن میں عالمی استعمار اور یہودی احمقوں کی راہیں قائم کی جائیں۔ یہی کام ان کا شیطان سیوت ڈاکٹر عبد السلام قادیانی پوری زندگی لڑا ہے۔ پاکستان کے ایسی نقشے امریکہ، ہارنک، پہنچا تھا اور اس کے واضح ثبوت منظر عام پر آچکے ہیں۔ قادیانیوں کا مشن اسرائیل میں:

پاکستانی قادیانیوں کی اسرائیل میں ان کے مشن سے وابستگی کا اندازہ آپ قادیانیوں کی پنجاب گھر (ربوہ) میں تنظیم، تحریک جدید کے سالانہ اجلاس ۱۹۶۲ء کے صفحہ ۲۵ سے بھی لگ سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ سابقہ ربوہ اور جدید پنجاب گھر پاکستان میں قادیانیوں کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ قادیانی جماعت کی تمام تنظیمیں اسی مرکز سے وابستہ ہیں اور اسی کے ذریعہ انتظام چل رہی ہیں۔ پاکستان کے

پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ خان قادیانی سے جب پوچھا گیا کہ کیا اسرائیل میں ربوہ کا مشن قائم ہے تو اس نے بولکھلا کر کہا تھا کہ ”حکومت کے نوٹس میں ایسی کوئی اطلاع نہیں“۔ لیکن جب مذکورہ بالا ربوہ کا سالانہ بجٹ شائع ہوا جس میں ”اسرائیل مشن“ کا میزانیہ بھی موجود تھا تو قادیانیوں کو اس منافقانہ روش پر چھوڑا گیا تو کہنے لگے کہ ”اسرائیل میں قادیانی مشن تو قائم ہے اور ہے بھی ربوہ کے ماتحت لیکن وہ کوئی سیاسی مشن نہیں بلکہ تبلیغی مشن ہے“۔

مرزا قادیانی کے پوتے مبارک احمد کا اعتراف:

مرزا قادیانی کے پوتے ”مبارک احمد قادیانی“ نے اپنی کتاب (Our Foreign Mission) اور فادن مشن جو ربوہ سے چھپسی ہے کہ صفحہ ۹۷ پر اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ ”احمد یہ مشن اسرائیل میں حید (مائنٹ کرل) کے مقام پر واقع ہے۔ وہاں ہماری ایک مسجد، ایک مشن ہاؤس، ایک لائبریری، ایک بک ڈپو اور ایک اسکول موجود ہے۔ ہمارے مشن کی طرف سے ”ابشری“ کے نام سے ایک ماہانہ عربی رسالہ جاری ہے جو ۳۰ مختلف ممالک میں بھیجا جاتا ہے۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی مردود۔ ناقل) کی بہت سی تحریروں اس مشن سے عربی میں ترجمہ کی ہیں۔

600 پاکستانی قادیانی اسرائیلی فوج میں:

دو نامہ لکھنے والے وقت کے اس سنی خبریہ ذہن پر ۱۹۷۳ء تک اسرائیلی فوج میں 600 پاکستانی قادیانی شامل ہو چکے ہیں، پر تبہ ہر گز ہوتے قادیانیوں کے شمار سے محض روزہ ”لاہور“ نے اس خبر کو غور و خوار دیا ہے اور کہا ہے کہ یہ بالکل ثابت نہیں۔ حالانکہ روزنامہ لکھنے والے وقت سے یہ بات اپنی طرف سے نہیں لکھی بلکہ لندن سے شائع ہونے والی کتاب ”اسرائیل اسے پروفاکس“ (Israel A Profile) کے حوالے سے لکھی ہے جس کا مصنف کوئی مسلمان نہیں بلکہ پولیٹیکل سائنس کا ایک یہودی پروفیسر ”آئی ٹی ٹونی“ ہے۔ یہ کتاب کسی اسلامی ادارے سے نہیں چھاپی بلکہ اسرائیلیوں کے ادارے ہال لینڈن نے ۱۹۷۲ء میں شائع کیا ہے۔ یہ تفصیل اس کتاب کے صفحہ ۷۵ و ۷۶ پر ہے۔ اگر قادیانوں کی عقل ٹھوڑی

بہت بھی کام کرتی ہے تو وہ اس کتاب کو بلا جھجک لندن کے ادارے ہال مال سے منگوا کر پڑھ سکتے ہیں۔ قابل توجہ بات یہ بھی ہے کہ اسی کتاب کے صفحہ ۵۴ پر صاف طور پر بتایا گیا ہے کہ عربوں پر یہ پابندی اب بھی قائم ہے کہ وہ کسی سرسبز گاؤں میں نہیں رہ سکتے اور اسرائیلی فوج میں بھرتی بھی نہیں ہو سکتے۔ قادیانیوں کی اسرائیل دوستی:

قادیانیوں کے رسالے ہفت روزہ ”لاہور“ کے اس اعتراض کہ ”ان پر لگایا گیا اسرائیل دوستی کا الحرام بہت پرانا ہے جو بار بار لگایا گیا لیکن آج تک ثابت نہیں ہو سکا“ کا دندان شکن جواب آپ گزشتہ طور سے ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آئیے یہاں ان کی اسرائیل گٹھ جوڑ کی مصدق کہانی ”شرماک سرگرمیوں اور اتحادی جھنڈوں کی چند جھلکیاں“ انہیں کے رسائل و جرائد سے ملاحظہ کرتے ہیں۔

قادیانی مبلغ چوہدری محمد شریف ۱۵ اگست ۱۹۴۸ء سے جون ۱۹۴۹ء کے عرصہ کی اسرائیل سے پاکستان بھیجی گئی رپورٹ میں لکھتا ہے: ”ہماری آنکھوں کے سامنے شہر گر گئے“ آبادیاں دیریاں ہو گئیں۔ ان ایام میں جبکہ چاروں طرف گولیاں برستی تھیں اور ہر رات معلوم ہوتا تھا کہ صبح ہم پر طلوع ہوگی یا نہیں۔ دعوت احمدیت کا کام باوجود محصور ہونے کے جاری رہا۔ جب چوہدری محمد شریف قادیانی اسرائیل سے پاکستان آئے لگے تو اسرائیلی صدر بن زوی نے اس کو خصوصی پیغام ارسال کیا کہ وہ وطن جانے سے پہلے اس سے ضرور ملے۔ ۲۸ نومبر کو چوہدری شریف نے اس سے ملاقات کی۔ مرزا محمود نے اپنے خطبہ جمعہ مورخہ ۵ ستمبر ۱۹۵۸ء میں اس ملاقات کا ذکر بڑے فخر و مسابہات سے کیا ہے۔ لہ قادیانی مبلغین کا اسرائیلیوں پر گولیوں کی برسات میں اور ظلم و استبداد کی سیاہ رات میں تبلیغ کرنا اور چوہدری شریف قادیانی سے ملنے کا اسرائیلی صدر کا اشتیاق اور پھر اس مرزائی مبلغ سے ملاقات یہ سب حقائق قادیانیوں کی اسرائیلی دوستی کی بھر پور عکاسی کرتے ہیں۔

۱۹۵۷ء میں سالانہ جاہ ربوہ ملی تو سب مرزا قادیانی کے چوتھے مرزا مبارک احمد نے اسرائیلی

حکومت اور قادیانی مشن کے مابین دوستانہ تعلقات پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا تھا کہ گزشتہ دنوں ہمارے مبلغ نے بیضا (اسرائیل) کے میئر سے ملاقات کی اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیالات کیا۔ چنانچہ ہماری تعلیمی سرگرمیوں سے متاثر ہو کر انہوں نے کہا کہ وہ کبائیر (اسرائیل) میں مدرسہ کی عمارت بنا کر دینے کے لیے تیار ہیں اور کہا کہ میں کبائیر ملنے کے لیے آؤں گا۔ چنانچہ بعد میں وہ مقررہ تاریخ پر چارویگر آ دیوں سے ملے آئے۔ جن میں ہندس البلاوتھی تھے۔ اس موقع پر جماعت کے دوستوں اور مدد رسا جیہ کے طلباء نے معزز مہمانوں کا استقبال کیا اور ان کے اعزاز میں ایک تقریب منعقد کی گئی۔ واپسی سے قبل میئر صاحب نے مشن کے رجسٹر میں عمدہ تاثرات کا اظہار کیا۔ ہمارے دارال تبلیغ میں ایک صحافی ملنے کے لیے آئی جس نے تبادلہ خیالات کیا اور بعد میں ہمارے مبلغ مسعود ارشد مشن ہاؤس کی تصاویر ایک اخبار میں شائع کر دائیں اور جماعت کی تبلیغی سرگرمیوں کا ذکر کیا۔

قارئین محترم!

آپ اندازہ کیجئے کہ تعصب کی عینک لگائے اور ہٹ دھرمی کا ہیٹ پہنے ہوئے اسرائیل میں جہاں دنیا کے کسی بھی مذہب کی تبلیغ ناجائز قرار پاتی ہے حتیٰ کہ عیسائی جو یہودیوں کے دشمن دوسری ہیں وہ بھی اس فعل سے محروم ہیں لیکن پاکستانی قادیانی کٹے عام وہاں تبلیغ کے نام پر اپنا نشان چلا رہے ہیں۔

روزنامہ ”مارننگ نیوز“ کراچی ۲۶ ستمبر ۱۹۷۳ء میں یہ خبر چھپی تھی کہ عیسائی مشنریوں نے بہت سے مواقع پر مطالبہ کیا ہے کہ اسرائیل میں انہیں تبلیغ کی اجازت دی جائے لیکن انہیں اجازت نہیں ملی۔

قادیانیوں کا اسرائیل کو تسلیم کرنا:

لاکھوں عرب مسلمانوں کی تکلیف ہوئی کرنے والے، ظلم و بربریت کا محشر بپا کرنے والے، خدیہہ کر بوڑھوں کو بے رحمانہ طریقے سے موت کے گھاٹ اتارنے والے، معصوم بچوں کی موت کی ہچکچاہٹیں سن کر شیطانی قہقہے لگانے والے، عفت مآب عورتوں کی اجتماعی عصمت دری کر کے نکال ایلہی رقص کرنے

والے یہودیوں نے ظلم و زیادتی کا طوفان بپا کیا اور عربوں کے سینے میں ایک ناسور یعنی صیہونی ریاست اسرائیل کا قیام کیا۔ دینائے اسلام نے آج تک اسرائیل کو تسلیم نہیں کیا لیکن یہودیوں کے آلہ کار قادیانی اسرائیل کو تسلیم کرتے ہیں۔ قادیانی جماعت کا تیسرا سربراہ مرزا ناصر احمد قادیانی ۱۹۸۰ء میں جن دنوں یورپی دورے پر تھا اس نے پکاؤ لی لندن کے کیٹر رائل میں ایک پریس کانفرنس کے دوران ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ”میں تاریخ کی اس حقیقت کا اسرائیل قائم ہے کو قبول کرنے سے انکار نہیں کرتا۔“

غرقاب عشق رسول ﷺ حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیوں کے بارے میں دو تاریخی جملے کہے تھے۔

① قادیانیت یہودیت کا چرہ ہے۔

② قادیانی اسلام اور وطن دونوں کے غدار ہیں۔

قادیانیوں کی اسلام اور وطن سے غدار یوں کی فہرست شیطان کی آنت سے بھی زیادہ لمبی ہے چونکہ انہوں نے پاکستان کے وجود کو آج تک تسلیم نہیں کیا بلکہ ان کا عقیدہ ہے کہ پاکستان ٹوٹ جائے گا اور اٹھند بھارت بنے گا۔

③ مرزائیوں نے خلافت عثمانیہ کی تباہی پر قادیان میں چراغاں کیا تھا۔

④ شامی رسول راجپال کو قتل کرنے والے عظیم عاشق رسول غازی علم الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ پر ہتھکڑی کر کے ہوئے مرزائیوں کے دوسرے غلیظ مرزا بشیر الدین محمود نے کہا تھا کہ ”وہ بھی کیا نبی ہے جس کی حفاظت کے لیے خون میں ہاتھ رنگتے پڑیں۔“

⑤ قادیانیوں کے لائسنس دہر خاجہ سر ظفر اللہ نے بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کی نماز جنازہ اس لیے نہ پڑھی کہ قائد اعظم قادیانیوں کے دہرے ہوتے نہ مرزا قادیانی کو نبی نہیں مانتے تھے۔

⑥ انہوں نے مسلمانوں کو شریعت سے الگ کر دیا اور ان میں مکر ۱۱۱۱

③ انہوں نے شاہ فضل کی شہادت پر جشن منایا۔

④ انہوں نے ذوالفقار علی بھٹو کی موت پر خوشی مناتے ہوئے حلوے کی دیکھیں تقسیم کیں اور بھٹو کو ایک غلیظ جانور سے تشبیہ دی۔

⑤ انہوں نے کبوداشی پلانٹ کا ماڈل امریکہ پہنچایا۔

⑥ انہوں نے ایک فائر اسٹیل بدھکل 'مراقی اور انیونی (مرزائی قادیانی ملعون) کو بطور نیا رسول اور مسیح تحارف کروایا۔ (نعوذ باللہ)

اے مجاہدان پاکستان!

آج یہ سود و اضرار کی بے لیکھٹ پوری دنیا میں اسلام اور پاکستان کو بدنام کرنے کی سازشیں کر رہے ہیں۔ لوگوں کے ایمانوں کو اترے ادنیٰ پھری سے ذبح کر رہے ہیں۔ نئی نئی سازشیں ہو رہی ہیں اور نئے نئے جال بنے جا رہے ہیں۔ دشمن عقائد کے لگے گیروں اور دلوں میں شب لگا چکا ہے۔ خدا را بیدار ہو جاؤ، ہوشیار ہو جاؤ، اسلام و وطن کے ان خدایوں سے برسرِ پیکار ہو جاؤ۔ ارضی وطن کا پتہ بتا، بھونا بھولا اور ذرہ ذرہ پاک وطن کے کھیتوں کو بیج بچ کر صدا دے رہا ہے کہ

سوتا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے

سونے والے جاگتے رہو چروں کی رکھوالی ہے



فرعون

ہر نبی کے زمانہ مبارکہ کا الگ فرعون تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور مبارک کے فرعون کا نام شان الاشعل بن اطلوان بن الحمید اور حضرت یوسف علیہ السلام کے دور مبارک کے فرعون کا نام ریان بن الولید اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور مبارک کے فرعون کا نام امید بن مصعب تھا۔

دارالافتاء

استفتاء

کلمہ کو مسلمان اور کافر کو اپنی نشست و برخاست میں دوست سمجھنا کیسا ہے اور کافر کے کہتے ہیں۔ کیا مسلمان کلمہ گو بھی کافر ہیں یا فاسق و فاجر ہیں؟

الجواب

کافر دشمن خدا ہے اور مسلمان کا دشمن۔ اسے دوست بنانا حرام مسلمان کو صرف مسلمان ہی سے دوستی کرنا چاہیے۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الْمَدِينُ امْنُوا لَا تَعْدُوا عَدَاوِي وَعَدُوَكُمْ أُولِيَاءُ﴾ (الممتحنہ: ۱) اور ﴿لَا يَتَّخِذُ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءُ مِنْ دُونِ الْمُسْلِمِينَ﴾ (النساء: ۱۳۳) کافراں کو کہتے ہیں جو ضروریات دین میں سے کسی ضرورت دینی کا منکر ہو، مجرور کلمہ گوئی سے مومن نہیں ہو سکتا جبکہ کسی ضرورت دینی کا باوجود اعلانِ ایمان، منکر ہو جیسے قادیانی باوجود کلمہ گوئی و اعلانِ ایمان، ختم نبوت کے منکر ہیں اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین کرتے ہیں لہذا اس قسم کی کلمہ گوئی مومن دین کے لیے کافی نہیں اور ایسا کلمہ گو اگر چاہے آپ کو مسلمان کہتا کا کافر ہے۔

واللہ اعلم

بزم اطفال

سوال: نبی کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں کس ملعون نے دعویٰ نبوت کیا؟

جواب: یمن کے باشندے "اسود عسی" نے۔ اسود بہت بڑا شہیدہ باز اور کہانیاں بھانے کا ماہر تھا۔

سوال: حضور ﷺ کو جب اس کی اطلاع ملی تو آپ نے کیا رد عمل فرمایا؟

جواب: نسیب ﷺ نے حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو اس کی سرکوبی کے لیے روانہ فرمایا۔

سوال: اسود عسی کا کیا انجام ہوا؟

جواب: حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ نے اسود کو اصل جہنم کیا۔

سوال: حضور پر تو ﷺ کو اس کا زخمی اطلاع کیسے ملی؟

جواب: نبی کریم ﷺ کے دار فانی سے پردہ فرمانے سے دو دن قبل اللہ رب العزت نے بدر بیدوی

رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ سے آگاہ فرمایا۔

سوال: خاتم الانبیاء و المرسلین ﷺ نے مجاہد تحفہ ختم نبوت حضرت فیروز دیلمی رضی اللہ عنہ کو کن الفاظ میں

تحسین فرمائی؟

جواب: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا آج رات امت کے ایک بہترین فرد (حضرت فیروز دیلمی رضی

اللہ عنہ) نے بدترین شخص (اسود عسی مدعی نبوت) کو قتل کیا ہے۔

قائد اہل سنت: حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی

اور

مجاہد تحریک ختم نبوت: حضرت مولانا صوفی ایاز خان نیازی

کی قائم کردہ مجاہدین ختم نبوت پر مشتمل تنظیم

فدا یا ز ختم نبوت پاکستان کا ترجمان

اشاعت اسلام خصوصاً تحفظ ختم نبوت کے لیے میدان عمل میں ہے۔ 1973ء میں قائم
و تنظیم فدا یا ز ختم نبوت کی 1995ء میں "تحریک فدا یا ز ختم نبوت" کے نام سے تنظیم ملی
2000ء میں "تحریک فدا یا ز ختم نبوت" اور "تحریک تحفظ ختم نبوت" کو ختم کر دیا۔ جو
"فدا یا ز ختم نبوت" کی بنیاد رکھی گئی۔

اس وقت فدا یا ز ختم نبوت پاکستان کے مرکزی امیر شیخ الحدیث حضرت علامہ حامد اعجاز
رضوی اور مرکزی ناظم اعلیٰ خطیب پاکستان حضرت مولانا خان محمد قادری ہیں۔ ان حضرات کی
عمل اور متحرک قیادت نے فدا یا ز ختم نبوت کو مقام ختم نبوت کے تحفظ کے لیے بہت جلد اہم
وجہاعت کی مستند اور نمائندہ تنظیم بنایا ہے۔

فدا یا ز ختم نبوت کے ہمراہ عہدیداران کی جانب سے تمام مومنین و اس قافلہ مشرق و
شمالیت کی امت سے آہ و بیکار و اپنی ہوا و ہوا قیادت کے ساتھ تحفظ ختم نبوت کا علم



دېرشمې ځلې ته په نږدې کې د ښار د لورې



د ښار د لورې د ښار د لورې



د ښار د لورې د ښار د لورې



د ښار د لورې د ښار د لورې



د ښار د لورې د ښار د لورې



د ښار د لورې د ښار د لورې



د ښار د لورې د ښار د لورې